بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

ارشادات

عاشقِ رسولؐ، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدیؐ، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری
المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز:
حلقۂ چشتیہ صابریہ عارفیہ
ملنے کا پتہ:- ۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی،
بلاک ۷/۸- کراچی

297
اح
89

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

(سورۃ الانبیاء، آیۃ ۱۰۷)

ارشادات

عاشقِ رسُول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری
المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز:
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
ملنے کا پتہ:- ۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی،
بلاک ۷/۸، کراچی

Marfat.com

نام کتاب ــــــــــ رحمتہ اللعالمین
ترتیب و پیشکش ــــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی
ناشر ــــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخ اشاعت	تعداد
ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ فروری ۲۰۰۲ء	۱۰۰۰
جون ۲۰۰۵ء ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ	۲۰۰۰

۲۹۷۶۹۹۱۱
89738

مطبع
الافضل گرافکس
۱۶۶- ایم اے جناح روڈ- کراچی- فون ۲۶۲۹۹۰۵
e.mail:arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

فہرست

1 - مناجات ________ 4
2 - اظہارِ تشکر ________ 6
3 - گذارش ________ 7
4 - رحمتہ اللعالمین ________ 8
5 - عیدمیلادُالنّبی ۹ جنوری ۱۹۸۲ء ________ 38
6 - عیدمیلادُالنّبی ۱۲ اگست ۱۹۹۲ء ________ 70
7 - رسُولِ پاک ۲۷ ستمبر ۱۹۹۴ء ________ 105
8 - نبیِّ مُکرّم ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۴ء ________ 113

Marfat.com

مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، تُو نے ہماری پُکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تُو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلیٰ کُلِّ شَیٍٔ قَدِیْرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے ڈرتے ڈرتے "رحمتہ اللعالمین" کے عنوان سے اس موضوع پر اپنے مُرشد شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم، فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ، حضرت خواجہ شاہ مُحمّد افضل قادری، چشتی (صابری، نظامی)، قلندری المعروف "افضل سرکار" رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین ! جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔

Marfat.com

میرے پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ یا اللہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کر لے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالمِ حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اُس سے راضی ہو جائیں۔

دُعاگو اور دُعا جو

رابعہ ثانی

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلاتے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر وفکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانی

Marfat.com

گزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجئے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

DATA ENTERED

Marfat.com

رحمتہ اللعالمین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْكَرِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امّا بعد عزیزانِ من !

حمد بیحد ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے ہے، جو حنّان ہے، منّان ہے، دیّان ہے، سبحان ہے، سلطان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے، اور جس کی حمد کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ جس کی تعریف کی کوئی حد نہیں۔ جس کی نہ کوئی ابتداء ہے، نہ کوئی انتہا۔

درود لامحدود حضور آقائے نامدار، تاجدار مدینہ، شفیع المذنبین رحمت اللعٰلمین، سید الاوّلین والآخرین، فخرِ موجودات و کائنات، حضور احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، جن کی شان اللہ جل شانہٗ نے

Marfat.com

کلام پاک میں جگہ جگہ بیان کی۔ اور مومنوں کو ان کے آداب کی ہدایات دیں، ان کے مقامات سے آگاہی عطا فرمائی۔ جن و حجر و شجر، کائنات کی ہر چیز، ہر لمحہ، ہر لحظہ، درود و سلام بھیجتی ہے۔ اور یہ سلسلہ انشاء اللہ ابدالآباد تک جاری رہے گا۔ سلام ہو اللہ کے ان پیاروں پر جو فنافی الرسول ہوئے، فنافی اللہ ہوئے، بقاباللہ ہوئے اور مخلوق کے لئے رحمت بن گئے، اور مخلوق کے لئے وسیلۂ نجات اور وسیلۂ عشقِ رسول بن گئے۔

عزیزانِ من! آپ نے اور ہم نے کلام پاک میں ایک آیت شریفہ اکثر پڑھی ہے اور پڑھتے ہیں۔ وہ آیت شریفہ یہ ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

یہ ربِ کریم کی طرف سے اتنا بڑا اعلان ہے، لیکن اس کی اہمیت آج مسلمانوں میں محسوس نہیں کی جاتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک کسی ذات کی حقیقت کو نہیں پا لیتے، اس کی صفات کی شان کو بھی نہیں پا سکتے۔

جو لوگ پیروں کو ماننے والے ہیں اور جن کو ورد اوراد عطا ہوتے ہیں، وظائف عطا ہوتے ہیں، ان کو یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسماء باری تعالیٰ کا ورد رکھو، اسماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ورد رکھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں جو صفاتی اسم دوسرے صفاتی اسماء سے اعلیٰ اور افضل ہے۔

Marfat.com

وہ رحمت ہے۔ صفاتی اسماء میں رحمت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صفاتی اسم ہے۔ رب کریم نے اس کی وضاحت فرما دی۔ صرف چند الفاظ میں سمندر بند کر دیا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ؕ

اور اس آیت شریفہ کو لفظ مَا سے شروع کیا۔ مَا کا مطلب ہے نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ کسی چیز کی اہمیت بتلانی ہو، تو زور دے کر بیان کی جاتی ہے یا مثال دے کے بیان کی جاتی ہے۔ پھر وہ بات دل میں ٹھیک اترتی ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ : مگر رحمت بنا کر تمام عالمین کیلئے۔

انبیاء کرام کا سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ روایت ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب پیغمبر آئے۔ ان میں سے ہر نبی نے توحید، رسالت اور آخرت کی دعوت دی۔ کلام پاک میں انبیاء کرام کے بارے میں ہے کہ: "ہم نے بعض کو بعضوں پر فضیلت دی۔ ہر ایک کے اپنے اپنے درجے، اپنی اپنی شان، اور اپنے رب سے اپنے اپنے راز و نیاز تھے۔ لیکن کسی نبی کو عالمین سے نسبت نہیں دی۔ اسی لئے بیک وقت چار چار نبی بھی آئے، کسی خطے کے لئے، کسی قوم کے لئے جس خاص قوم کے لئے مبعوث کئے گئے، اس قوم کو پیغام پہنچایا، بس ختم ہوئی بات۔ لیکن جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے آپ کو ربّ العالمین

Marfat.com

کہا تو اپنی رحمت کا جلوہ بھی دکھانا تھا۔

ارشادِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کے ماں باپ سے ستّر گُنا زیادہ چاہتا ہے۔ پھر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصّے کئے۔ اِس کے ننانوے حصّے اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ کائنات میں اتارا، جس سے کہ چرند پرند، حیوان، انسان سب ایک دوسرے سے محبّت کرتے ہیں۔

تو اس کی یہ رحمت جو تھی، اس کے جلوہ کے لیئے جن کو منتخب کیا گیا' وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ چونکہ بہت بڑا اعزاز تھا، لہذا یہ ایک بہت بڑی ہستی کو ہی دیا جاسکتا تھا۔ اعزاز کی ایک نسبت ہوتی ہے یعنی جتنا بڑا اعزاز، اتنی بڑی اہمیت، اور وہ اسی طرح دی جاتی ہے۔ چنانچہ اگر آپ غور کریں گے اور حقیقتِ محمّدی کو پانے کی کوشش کریں گے، تو پھر راہیں آسان ہو جائیں۔ اور اگر حقیقتِ محمّدی کو سمجھے بغیر یہ صفات سامنے آئیں گی، رسماً آمنّا صدّقنا کہہ دیں، جو کہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ جب زبان پر کوئی قال ہو اور دل میں کوئی تصدیق نہیں، تو وہ قابلِ تسلیم نہیں، قابلِ قبول نہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ نماز حضوریٔ قلب کے بغیر بے معنی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ جو جلوہ گری ہوئی، اس کو سمجھنے کے لئے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے متعلق تھوڑا سا سیکھنا چاہیئے۔

Marfat.com

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے: "اے ابوبکر، حقیقت کو صرف اللہ جانتا ہے، اور کوئی نہیں جانتا"۔ بات ہی ختم کر دی۔ اب دیکھئے اتنا بڑا اعلان تھا، شخصیت بھی بہت بڑی تھی۔ یہ وہ تھے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین بننا تھا اور جن کو صدیق کہا جاتا ہے، جن کا ایمان ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اس کے متعلق شک کی کوئی گنجائش بھی نہیں۔

ایک دفعہ جذب میں آکر فرماتے ہیں: "جو میرے منہ سے نکلا کرے جو میری زبان سے نکلا کرے، وہ لکھ لیا کرو۔ کیونکہ میری زبان سے وہی نکلتا ہے جو حق ہوتا ہے۔ اس لئے لکھ لیا کرو"۔

اس کے اندر بھی سمندر بند ہے۔ اب پھر سورۂ نجم کی طرف آجائیے۔ اس کی تفسیر ملے گی۔ اللہ جل شانہٗ اپنے حبیب کی شان میں فرماتا ہے "آپ تو اپنے نفس سے بات ہی نہیں کرتے"۔ چلئے، بات ہی ختم ہو گئی۔

تو عزیزانِ من! ان نبیوں نے جب دعوت دی تو ان کو جھٹلایا گیا، طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ پھر کیا ہوا؟ انہوں نے بخشا نہیں لوگوں کو۔ حضرت نوح علیہ السلام کو تو ایسا غضب چڑھا کہ انہوں نے کہا: "یا اللہ، چھوڑ نہ کسی کو"۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ایک دفعہ ان کو اتنا مارا گیا کہ ان کی بیوی جو دیکھ رہی تھیں، کیا کہتی ہیں، سنئے:

Marfat.com

"یہ مجنوں ہے، دیوانہ ہے، چھوڑیئے اِسے"۔ تو حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کہتی ہیں، چھوڑو، یہ تو پاگل ہے، مجنوں ہے، اسے مت مارو، مت مارو۔

(اس موقع پر حضرت صاحب مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک نوجوان کو ٹوکتے ہوئے فرماتے ہیں: میاں برخوردار، یہ اگر میری محفل ہوتی تو آپ اس طرح بیٹھ جاتے۔ مجھے ڈر ہے کہ سزا اوپر سے نہ ملے۔ اس وقت یہاں کچھ اور مخلوق بھی بیٹھی ہوئی ہے۔ اصولاً یہ ہے کہ اس وقت میں کچھ نہیں کر سکتا یعنی اگر اوپر آپ کے لئے سزا لکھ دی گئی فقیر کچھ نہیں کر سکے گا۔ یہ اس وقت دربار لگا ہوا ہے۔)

اور آپ کے بیٹے کا یہ حال کہ جب آپ کو کشتی کی طرف جانے کا حکم ہوا اور آپ روانہ ہوئے تو آپ نے بیٹے کو بھی ساتھ چلنے کو کہا۔ لیکن اس نے جواب دیا کہ میں یہاں پہاڑ کی چوٹی پر ٹھیک ہوں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ بارِ الٰہا، یہ میرا بیٹا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہوا۔ یہ تمہارے نہیں ہیں۔ یہ پسرِ نوح ضرور ہے، لیکن اب یہ تم میں سے نہیں ہیں۔

اور طوفان ایسا آیا کہ روئے زمین صاف ہو گئی۔ پھر رفتہ رفتہ دوبارہ آباد ہو گئی۔ اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کہا جاتا ہے غرضیکہ بعض قوموں پہ ایسا وقت آیا کہ زمین کا تختہ اٹھا کے مارا گیا بعض

Marfat.com

پہ پتھر برسائے گئے۔ بعض کی شکلیں بندر کر دی گئیں، بعض کی سُوّر کردی گئیں۔ یہ عذاب مسلسل رہا۔ بنی اسرائیل تک جاری رہا۔

عزیزانِ من! اللہ تعالیٰ نے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمادیا کہ ہم نے آپ کو رحمت بنا کے بھیجا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نمونہ بن کے دکھا دیا کہ میں سر سے پاؤں تک رحمت ہی رحمت ہوں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ بد دعا سے گریز کیا، انتقام سے گریز کیا اور ہر وقت امّت کے غم میں مبتلا رہے۔ اور جب فتح اسلام ہوئی، جسے فتح مکہ" کہتے ہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن پورا ہوا۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جب فاتح فوجیں داخل ہوتی ہیں تو کیا کچھ ہوتا ہے۔ ہر چیز کو تاخت و تاراج کر دیتے ہیں۔ عورتوں کی عزت محفوظ نہیں رہتی۔ اینٹ سے اینٹ بج جاتی ہے۔ خون کی ندیاں بہہ جاتی ہیں لیکن فتح مکہ کے وقت ایسا نہیں ہوا۔ یہ فتح نرالی تھی۔ اس فتح کی صورت میں مکہ" میں سیلابِ رحمت آیا۔ پہلے تو رحمت تھے، اب سیلاب آیا رحمت کا۔ اس دوران ابو سفیان نظر آئے، تو ایک صحابی نے اُن سے کہا کہ آج تمہارے قتل کا دن ہے۔ جب کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ "یا رسول اللہ، کیا آج ہمارے قبیلہ قریش کے قتل کا دن ہے؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کہ فلاں شخص اس طرح کہہ رہا ہے۔ اس پر آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

اسی وقت اسے معزول کیا اور اس کی جگہ کسی اور کو مقرر کیا۔ اور پھر فرمایا کہ اعلان کر دو کہ جو ابو سفیان کے گھر پناہ لے گا، اسے امان ہے۔

عزیزانِ من! یہ رحمت کے نمونے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقام سے گریز کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک بار خانہ کعبہ میں نماز کی حالت میں تھے تو ابو جہل نے ایک چادر آپ کے گلے کے گرد ڈال کر تنگ کرنا شروع کیا، حتیٰ کہ آپ کا سانس گھٹنے لگا اور آنکھیں باہر آنے لگیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، کو پتہ لگا، تو ان کا خون کھول اُٹھا اور وہ سیدھے خانہ کعبہ گئے۔ وہاں ابو جہل گپیں مار رہا تھا۔ ان کے اچھے تعلقات تھے چونکہ یہ بھی ابھی اسلام نہیں لائے تھے۔ اکٹھے مشورے ہوتے تھے۔ انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ کس کے اس طرح کمان ماری کہ ابو جہل کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ کہا، او ابو جہل کے بچے، کیا تم نے میرے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لاوارث سمجھ رکھا ہے۔ خبردار، آئندہ اگر آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا ہو۔ ابو جہل کی ہمت نہ ہوئی کہ کوئی لفظ کہے۔

اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور اسی فخریہ انداز میں کہنے لگے: بھتیجے، میں نے تمہارا انتقام لے لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، پھر فرمایا: چچا، ان باتوں سے میرا جی خوش نہیں ہوتا۔ وہ بڑے حیران ہوئے کہ داد دینے کی بجائے

Marfat.com

یہ فرما رہے ہیں۔ اس لئے پوچھا: آپ کا دل کس چیز سے خوش ہوتا ہے؟
فرمایا میرا تو دل اس سے خوش ہوتا ہے کہ آپ مشرف بہ اسلام ہوں۔
انتقام سے میرا جی خوش نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا: اچھا، میں ابھی اسلام
لاتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

ہندہ ایک عورت تھی اور ایک وحشی بھی۔ جب دورانِ جنگ
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، کی شہادت ہوئی تو اس وحشیہ نے آپ کا
سینہ چیر کے کلیجہ نکالا اور اسے چبایا۔ اور جب ایک وقت آیا کہ اسلام
کے لئے کہا گیا تو اسی ہندہ کو اسلام میں داخل کر دیا گیا۔ لیکن جب وہ
آتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اس کو مجھ سے دُور رکھا کرو کیونکہ
مجھے میرے پیارے چچا کی یاد آتی ہے۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے۔ وہاں
کے سرداروں کو دعوتِ اسلام دی۔ امید یہ تھی کہ ان میں سے کوئی ایک
دو اسلام لے آئیں۔ لیکن سب نے ٹھٹھا اور مذاق اڑایا اور وہاں
کے غنڈے لڑکے آپ کے پیچھے لگا دیئے۔ انہوں نے اتنے پتھر مارے
کہ آپ کے جسم کے تقریباً ہر حصے کو پتھر لگے۔ اس سے اتنا خون بہا
کہ وہ آپ کے نعلین تک جا پہنچا، جس کی وجہ سے نعلین آپ کے
پاؤں سے چپک گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں جا کے دیوار سے ٹیک لگا کے

Marfat.com

بیٹھ گئے۔ سامنے جو پہاڑ تھے، ان کا فرشتہ حاضر ہو کر کہنے لگا: کہ میں آپ کے حکم کے انتظار میں ہوں۔ اگر آپ حکم فرمائیں تو پہاڑ اُٹھا کر اُن کے سر پر دے ماروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں نبیٔ رحمت ہوں، نبیٔ زحمت نہیں۔ میں رحمت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

اسی طرح دوسری دفعہ جب پھر طائف کے بارے میں شکایت کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ، طائف والوں کو ہدایت دے، اور انہیں ہمارا دوست بنا کے مدینہ بھیج۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسلام طائف میں داخل ہوا اور بڑی تیزی سے پھیلا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو اسی وقت فرشتے کو کہتا کہ پہاڑ اٹھا کے ان پہ گرا دو۔ بہت سے ایسے مواقع آئے۔

عزیزانِ من! اس رحمت کے موضوع کو سمجھنے کے لئے پہلے وہاں کی منظر کشی کر لیجئے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو وہاں حالات کیا تھے۔ حالات یہ تھے کہ جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تو عام طور پر اسے زندہ دفنا دیتے تھے۔ ایک شخص جب اسلام لایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری ایک بچی تھی، جو مجھ سے بڑی مانوس تھی۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر یہ بڑی ہو گی تو پھر اسے مارنا میرے لئے مشکل ہو جائے گا۔ لہٰذا میں اسے باہر لے گیا۔

Marfat.com

وہ اچھلتی کودتی میرے ساتھ چلی حتّٰی کہ ایک کنواں آ گیا، جس میں میں نے اُسے دھکا دیا، وہ ابا ابا پکارتی رہی اور میں چلا آیا۔ اب بھی مجھے وہ واقعہ یاد آتا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اسی طرح، عورتوں کی یہ حالت تھی کہ اگر مرد ناراض ہوتے تو انہیں باندھ کر گھوڑوں کے سمّوں سے رُندوا دیتے۔ شادی کا تو ایک عجیب ہی تصور تھا۔ دس دس، بارہ بارہ، پندرہ پندرہ بیویاں ہوتی تھیں۔ کسی کو اگر ضرورت پڑ گئی، پیسے دینا کسی کو، تو وہ گیا اور اپنی ایک بیوی گروی رکھ دی۔ یعنی عورت کی کوئی اہمیّت ہی نہیں تھی۔ کوئی وجود نہیں تھا۔ بات بات پہ مارنا، جانوروں سے بدتر سلوک کرنا، پھر مردوں کی اپنی حالت کہ معمولی سی بات پر جنگ وجدال کرنا، قتل وغارت کا بازار گرم کرنا، چوری، ڈاکے، یہ سب عام تھے۔

جانوروں پہ بے رحمی اتنی کہ زندہ جانور جو تھے، مثلاً اونٹ ہے اس کا کوہان کاٹ دینا اور اس کے کباب بنانا۔ دُنبہ جا رہا ہے، اسکی چکی کاٹ، اب وہ زندہ ہیں اور تڑپ رہے ہیں۔ کوئی پرواہ نہیں۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کے دلوں میں کتنی بربریت، بہیمیّت اور درندگی تھی۔ جانوروں کی زندگی خواہ مخواہ لینا، عورتوں پہ ظلم کرنا اور معاشرے میں ڈاکے اور یہ ساری چیزیں۔ لیکن جب

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، جب ہوائیں رحمت کی چلیں، فضائیں رحمت سے معمور ہوئیں تو دلوں کی دنیا بھی مہک اُٹھی۔

زمامہ قبیلہ کا سردار بڑا امیر آدمی تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ وہ جب ایمان لایا، تو کہنے لگا: "اے رسول اللہ! میں آپ کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ میں آپ کی جماعت کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ آپ کے مذہب کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ آپ کی ہر چیز کا دشمن تھا۔ لیکن میں آپ کا سب سے بڑا جان نثار ہوں۔ حکم کیجئے، آج میری مال دولت، ہر چیز آپ کے قدموں میں ہے۔ حکم کیجئے۔ آج اسلام سے زیادہ مجھے کسی چیز سے محبت نہیں۔ آج مسلمان میرے بھائیوں سے بڑھ کر ہیں۔ یہ سب آپ کی نگاہِ کرم کا نتیجہ ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ ایسا کیا ہوا؟ یہ ایسا اس وقت ہوا جب اس نے صدیقی نگاہ سے دیکھا، فاروقی نگاہ سے دیکھا، عثمانی نگاہ سے دیکھا، حیدری نگاہ سے دیکھا، تو ایمان لپک کے اس کے پاس آ گیا۔ جس نے کفر کی نگاہ سے دیکھا، وہ زندیق ہوا، گمراہ ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو گمراہی میں دھکیل دیا، اِس کا مقدّر جہنم کر دیا۔

تو عزیزانِ مَن! یہ تھیں بعثت سے پہلے کی باتیں معاشرے کی۔ اب آیئے مذہب کی طرف۔ یہودی مذہب تھا، عیسائی مذہب تھا

Marfat.com

(یہ آسمانی مذہب تھے)۔ ادھر ہندوستان میں ہندو تھے، بدھ مت والے تھے۔ جین تھے۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ انسان اپنے آپ کو جتنی زیادہ اذیت دے گا، اتنا ہی وہ نجات پائے گا اور اللہ کا قرب حاصل کرے گا۔ نتیجہ یہ تھا کہ راہب وغیرہ غار بناتے تھے اور ساری زندگی اس میں گزار دیتے۔ جنہوں نے ایسے منظر دیکھے ہیں، تو انہوں نے دیکھا ہوگا کہ ایک سادھو ہے، اس نے ہاتھ اٹھائے ہیں اور چھ سال سے نیچے نہیں کئے ہیں۔ دوسرے نے ٹانگ اٹھائی ہوئی ہے، ٹانگ سوکھ گئی ہے، اسے نیچے نہیں کرتا۔ تیسرے نے مٹی کے گولے بنائے بدن کے جتنے سوراخ ہیں، ان کو بند کیا ہوا ہے تاکہ سانس اندر نہ آئے ان میں سے ایسے بھی ہیں جو حبسِ دم کرتے ہیں۔ اس وقت بھی ہمالیہ کے اندر دو ایسے سادھو ہیں، جن کی عمر کہا جاتا ہے کہ ایک ایک ہزار سال ہے۔ ان کو جب گرفتار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ ایک چوٹی سے اڑ کر دوسری چوٹی پہ پہنچتے ہیں۔ یہ سادھو حبسِ دم کی اتنی مشق کرتے ہیں کہ آج سانس لیا تو دس پندرہ دن بعد دوسرا سانس لیتے ہیں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس کو حاصل کرنے کے لئے یہ کتنے دکھ اپنے جسم پہ لیتے ہوں گے۔ کانٹے بنے ہوتے ہیں۔

لیکن جب ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو آپ نے فرمایا کہ یہ جو کچھ کرتے ہیں اور جو کچھ انہیں ملتا ہے، اس سے ہزار گنا

Marfat.com

زیادہ تمہیں ملے گا، نہ تمہارا دین چھوٹے گا، نہ دنیا، دونوں چلاؤ۔
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تم پر سختی نہیں کرتا، پھر فرمایا، اللہ دین میں آسانی چاہتا ہے۔

توحید کے علاوہ دین کے چار ارکان ہیں، یعنی نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔ اب ان کی حقیقت کی طرف جائیے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ رحمت اللعالمین کی عطا ہیں۔ نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں عطا ہوئی؟ معراج شریف میں۔ اور نماز کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط

بے شک نماز بے حیائی اور فواحش سے بچاتی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ بات یہیں ختم کر دی۔ میرے آقا نے فرمایا کہ میری معراج تو تم نے دیکھ لی۔ کلام پاک میں ذکر ہے۔ اب تمہارے لئے میں لایا ہوں معراج، یعنی تحفے کے طور پر معراج۔ معراج شریف سے یہ تحفہ لایا ہوں۔ یہ سب کے لئے معراج ہے۔ دن میں پانچ دفعہ تم اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو سکتے ہو۔ اور جو پانچ نمازیں تم پڑھو گے تو تمہیں پچاس کا ثواب ملے گا۔ خانہ کعبہ میں پڑھو گے تو ایک لاکھ کا ثواب ملے گا۔ غور کیجئے جو میں کہنے لگا ہوں۔ آپ کی تھوڑی سی عبادت کا اللہ نے اتنا ثواب رکھا ہے کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔

Marfat.com

ایک بار مجھے ایک کج بحث سے واسطہ پڑا۔ اس نے اپنی عقل سے کام لیا، نوری عقل تو تھی نہیں۔ کہا آپ کہتے ہیں کہ اتنی حوریں اتنے محل اور یہ وہ ملے گا، تو ایک آدمی بیچارہ کیا کرے گا۔ میں نے کہا کہ اگر محدود تصوّر Limited Concept لیا جائے تو آپ ٹھیک ہیں لیکن If you widen your outlook and concept in the manner it is required, you will get it.

(اگر آپ اپنے نکتۂ نظر اور تصور کو اس طرح وسیع کریں گے کہ جیسے ضرورت ہے، تو یہ بات آپ کی سمجھ میں آجائے گی۔)

پوچھا وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ حشر والے دن عدل و انصاف کا ترازو ہوگا۔ تو آپ نے جس کو تھوڑی سی تکلیف پہنچائی ہے، وہ اس دن اللہ تعالیٰ سے فریادی ہوگا۔ اور اس دن چونکہ اعمال کی دنیا تو بند ہو چکی ہوگی جس میں آپ نے کمائی کی ہوئی ہے، تو وہ آپ سے مانگے گا کہ میں اتنی لوں گا تب چھوڑوں گا۔ تو میں نے کہا کہ جو کچھ آپ کو یہاں ملے گا، اسے آپ تقاضا کرنے والوں میں بانٹتے جائیں گے۔ اور آخر میں آپ کے پاس بس اتنا ہی بچے گا کہ جس سے ایک مکان جنت میں ملے۔ وہاں سب کچھ عدل و انصاف سے ہوگا۔ کہنے لگا کہ فرض کریں میرا یہ سب کچھ ختم ہو گیا تو؟ میں نے کہا پھر بھی انصاف کا

89738

Marfat.com

ایک طریقہ ہے۔ جب یہ سب کچھ مال آپ کا ختم ہو گیا، تو اس کے گناہ آپ کے ذمہ لکھ دیئے جائیں گے۔ اب وہ شروع ہو جائیں گے تاکہ آپ کو ان کا عذاب ملتا ہے۔ میں نے کہا دیانت دارانہ سوچ میں سب کچھ ملے گا۔ غیر دیانت دارانہ سوچ میں کچھ نہیں ملے گا۔ دنیا والے تو ڈزنی لینڈ وغیرہ بناتے ہیں اور یہاں کے لوگ تو بیوی بچوں کو بھی ساتھ لے کے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جنت میں نہریں بنائی ہیں، حوریں بنائی ہیں، وہاں شہد ہے، سب کچھ ہے۔ لیکن آپ توجہ نہیں دیتے۔ آپ کے کھوٹے پن کا یہ عالم ہے کہ آپ کی طبیعت ادھر رجوع نہیں کرتی۔ ایک صاحب کہنے لگے، یار مجھے جنت نہیں چاہیئے۔ میں نے کہا، تم فوجی افسر ہو، تمہاری کھوپڑی سے یہی آنا چاہیے۔ اچھا بتاؤ کیوں نہیں چاہیے؟ کہنے لگا، وہاں نہ سڑکیں ہوں گی، نہ کاریں ہوں گی، نہ کچھ، یہ زندگی تو نہ ہوئی نا۔ اس پر میں نے کہا:

You better study Islam in its real perspective

(بہتر ہے کہ آپ اسلام کا مطالعہ اس کے صحیح تناظر میں کریں) تاکہ پتہ چلے کہ اس کی رُوح کیا ہے۔

تو عزیزانِ من! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری مسجد میں آؤ گے، تو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا۔ اور اگر یہاں نہیں

Marfat.com

آسکتے اور اپنی مسجدوں میں جاؤ گے تو ستر دفعہ ثواب ملے گا۔ یعنی بہانے ڈھونڈ ڈھونڈ کے اللہ تبارک و تعالیٰ نے رحمت کا ایک سیلاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بہا دیا۔ اور یہیں تک نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو سب اُمتوں سے بہتر قرار دیا۔ یعنی خیر الامۃ چھوٹی سی عبادت کرے، مثلاً تین دفعہ سورۃ اخلاص پڑھے، تو پورے قرآن کا ثواب ہے۔ آپ پورا قرآن اگر بیٹھ کے پڑھیں تو کتنا وقت لگے گا۔ اسی طرح سات دفعہ الحمد شریف پڑھیں یا ایک دفعہ سورۃ رحمٰن پڑھیں، تو اللہ کی جتنی نعمتیں ہیں گویا ان سب کا شکر ادا کیا۔ سونے سے قبل اگر سورۃ مُلک پڑھتے ہیں، تو یہ سورہ اس وقت تک دم نہیں لے گی جب تک آپ کو بخشوا نہ دے۔ ایک صحابی نے جب عرض کیا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک قبر سے کچھ آواز آرہی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ سورۃ ملک ہوگی جو کہ اس مردے کی بخشش کے لئے لڑ رہی ہوگی۔ یعنی یہ سورہ ایسی ہے کہ نہ عذاب قبر ہونے دیتی ہے اور نہ کوئی اور عذاب۔ جب حساب ہو تو ٹھیک ٹھیک حساب ہوا کرے۔ آپ اندازہ کریں کہ کتنے خزانے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے لٹا دیئے ہیں۔

روزہ کے لئے بیان فرمایا کہ روزے کا اجر میں خود دوں گا، اور کسی کو پتہ نہیں۔ پھر روزہ کے دوران منہ سے جو ایک بُو سی آتی ہے اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ یہ مجھے مشک سے زیادہ

Marfat.com

پیاری ہے۔ کیا کیا مقام، کیا کیا عزتیں دی ہیں۔ ہم کس بھول میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں تو کستوری کی مشک اچھی لگتی ہے۔ رمضان سے آپ کو ایک بڑی ٹریننگ ملتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ دیکھیں آپ کی صحت کی ضمانت ہو جاتی ہے جبکہ گیارہ مہینے ایسا نہیں۔

پھر زکوٰۃ، خیرات، صدقات ہیں۔ زکوٰۃ معاشرے کے لئے ایک رحمت ہے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ نبیوں کی جو آل وغیرہ تھی، ان کے لئے زکوٰۃ جائز تھی، لہذا وہ عام غریبوں کا حق مار جاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل لائن کھینچ دی کہ میرے اور اہلِ بیت کے لئے زکوٰۃ حرام ہے جائز نہیں ہے۔ چنانچہ جو لوگ غریب تھے، ان کی ضروریات زکوٰۃ سے پوری ہوئیں۔ اور پھر حکم ہے کہ اس طرح دو کہ کسی کو پتہ نہ چلے تاکہ لینے والے کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔

حج کے لئے جب آپ جاتے ہیں اور ارکان ادا کرتے ہیں۔ اللہ جب قبول کرتا ہے، تو اس کا بدلہ کیا ملتا ہے۔ فرمایا کہ تم ایسے ہو گئے جیسے ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوئے۔ جب یہ سب کچھ ہو تو پھر کیا ضرورت ہے جنگلوں میں جا کے یہ بھاڑ جھونکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب تو کہتا ہے :

كُلُوْ وَاشْرَبُوْا : کھاؤ اور پیو

وَلَا تُسْرِفُوْا اور اسراف مت کرو

Marfat.com

کیوں ؟ اس لئے کہ :

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۔ بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

تو عزیزانِ من! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتوں کی ابتداء تو ہے مگر انتہا کوئی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ زمانوں کے لئے رحمت ہیں، انسانوں کے لئے رحمت ہیں۔ حیوانوں کے لئے رحمت۔ نباتات اور جمادات کے لئے رحمت ہیں۔ پہاڑ تو جمادات میں آتے ہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُحُد ہم سے پیار کرتا ہے اور ہم اُحد سے پیار کرتے ہیں۔

پھر کسی ایسے موقعہ پہ جب کچھ بدّو آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہا کہ اسلام کی کوئی دلیل دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ سامنے ایک درخت تھا، اس کو آپ نے آواز دی کہ آؤ، تو وہ خوشی خوشی، خراماں خراماں آگیا اور اس نے کلمۂ شہادت پڑھا اور واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ ایسے واقعات کم از کم تین دفعہ ہوئے۔

مثالیں تو بہت ہیں، وقت کم ہے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک اونٹ بڑی پریشانی کی حالت میں بھاگا چلا آرہا تھا۔ جونہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اس نے آپ کے ادب کے مارے گھٹنے ٹیک دیئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غور سے دیکھتے رہے۔ تھوڑی دیر

Marfat.com

کے بعد اس کا مالک آگیا۔ حضور نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا اس اونٹ کا مالک۔ فرمایا، دیکھو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ ویسے کیا بات ہے؟ اس نے عرض کی۔ جی یہ بوڑھا ہو گیا ہے۔ اب ہم اسے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھے دنوں میں اس نے تمہاری خدمت کی، اب اس کا تم پہ حق ہے"۔ اس کے بعد آپ نے اونٹ کو فوراً آزاد کر دیا، تاکہ وہ جنگلوں میں اپنی روزی حاصل کرے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانوروں کو جب ذبح کرو تو انہیں اذیت نہ دو۔ مراد یہ کہ جس چھُری سے کرو وہ نہایت تیز ہو اور آنِ واحد میں کاٹ دے، تاکہ کم سے کم تکلیف ہو۔

پھر فرمایا کہ جس جانور کا تم پہ حق ہے، وہ ادا کرو۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا حق ہے؟ فرمایا، حق یہ ہے کہ ان کو تم نے اگر مارا ہے تو پھر ان کو کھاؤ بھی۔ یعنی مارنے کے بعد ان کو پھینک مت دو، اگر پھینکو گے تو گناہ ہے۔ ضرورت کے لئے مار سکتے ہو، تفریح کے لئے نہیں مار سکتے۔ جانوروں پہ رحم کھایئے۔ پھر آپ نے پرندوں اور جانوروں کے لئے دانہ، درگا ڈالنا، روزی ڈالنا، اس کو صدقہ قرار دیا۔ جو ایسا کرتا ہے، اس کے لئے بہترین صدقہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ، صدقات، خیرات وغیرہ کے لئے فرمایا کہ یہ صدقات ہیں۔ زکوٰۃ تمہارے مال کو پاک کرتا ہے۔ صدقات اللہ کے

Marfat.com

غصہ کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔ تمہاری بُری موت کو روکتے ہیں، تمہارے رزق میں برکت دیتے ہیں۔ اس کے بے شمار فوائد ہیں، پھر فرمایا، خیرات کو مت روکو، ورنہ تم سے تمہارا رزق روک لیا جائے گا۔ بڑے پیارے انداز میں فرمایا۔

پہلے جب کسی مقروض کا جنازہ آتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے کہ اس کے (یعنی مرنے والے کے) پاس قرضہ ادا کرنے کے لئے کچھ ہے، اگر کہا جاتا کہ نہیں ہے، تو آپ فرماتے کہ اپنے بھائی کا جنازہ پڑھ لو۔

جب مدینہ شریف میں باقاعدہ سلطنت قائم ہو گئی اور ماشاء اللہ مال غنیمت کافی آنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ میری امت میں سے اب جو کوئی مقروض مرے گا، اس کا قرضہ میں ادا کروں گا، اس لئے کہ میرا ان پہ زیادہ حق ہے۔ میں ان کی جانوں سے، اولاد سے، مال سے، سب سے زیادہ عزیز ہوں۔ تو اب ان کا حق یہ ہے کہ میں ان کا قرضہ ادا کروں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقروض کا قرضہ ادا کر کے جنازہ پڑھاتے تھے۔

عزیزانِ من! اتنا کچھ ہوتے ہوئے بھی پہلی امتوں میں مال غنیمت جائز نہیں تھا۔ بس جاؤ سر کٹواؤ۔ کوئی بدلہ نہیں۔ کوئی مالی منفعت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مال غنیمت جائز کر دیا گیا۔ پہلی اُمتیں صرف عبادت گاہوں میں نماز یا عبادت کر سکتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کو حکم ہوا کہ ساری زمین مسجد ہے، بس پاک صاف جگہ ہو۔ پہلی اُمتیں ایک وضو سے دوسری عبادت نہیں کر سکتی تھیں، وضو پھر تازہ کرنا پڑتا تھا۔ اسی طرح شروع شروع میں اسلام میں بھی ایک وضو سے ایک عبادت ہوتی تھی، لیکن یہ شرطیں پہلے تھیں، پھر سہولت عطا ہوئی کہ ایک وضو سے جتنی مرضی ہے نمازیں یا عبادات کر سکتے ہیں۔ پھر پانی اگر نہیں ہے، اور پاکیزگی میں شبہ ہو تو اُن کیلئے ارشاد ہوا کہ تم تیمّم کر سکتے ہو۔ رحمتیں دیکھئے، انسان نہ سمجھے تو اور بات ہے۔

ہمارے پیارے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ہمیں کیا کیا نعمتیں عطا ہوئیں۔ پھر یہ کہ عشاء کی نماز پڑھ چکے ہیں، اس کے بعد کوئی لغویات نہیں کریں گے اور خاموشی سے سو جائیں گے، تو صبح تک کا وہ پورا وقت عبادت کے برابر سمجھا جائے گا۔ بس اٹھ کے وضو کریں اور فجر کی نماز پڑھیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اتنی آسانیاں ہیں۔ بہانے ڈھونڈ کے ثواب دیا جاتا ہے۔

ایک صلوٰۃ التسبیح ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو تعلیم فرمائی۔ فرمایا کہ ہر روز نہیں تو ہفتہ میں ایک دفعہ، ہفتہ میں نہیں تو مہینے میں ایک دفعہ، مہینے میں نہیں تو سال میں ایک دفعہ۔ اور اگر وہ بھی نہیں تو زندگی میں ایک دفعہ پڑھ لینا چاہیئے۔

صدقہ کے بارے میں جب غریب صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ

Marfat.com

(صلی اللہ علیہ وسلم) امیر تو صدقہ دے دیتے ہیں، ہم کیا کریں؟ تو میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک تسبیح سبحان اللہ، ایک الحمدللہ، ایک اللہ اکبر اور ایک لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لو۔ تمہارے جسم میں جو 360 جوڑ ہیں، اس سے ان سب کا صدقہ ادا ہو جائے گا۔"

انہوں نے پھر پوچھا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر امیر لوگ بھی یہی کریں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ ان کا مقدر ہے۔

پھر درود شریف عطا کر دیا اللہ تعالیٰ نے، تاکہ مومن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کر سکیں۔ ایک درود شریف ایسا ہے کہ آپ اگر سو دفعہ پڑھیں تو صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ رَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ؕ

اس کے پڑھنے سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔ پھر درود شریف ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کی بلندی کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ آپ ایک دفعہ پڑھتے ہیں، تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس گناہ مٹائے جاتے ہیں، دس درجے آپ کے بڑھائے جاتے ہیں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبیؐ کریم کا صدقہ بانٹا ہے۔ اس لئے فرمایا

Marfat.com

کہ اللہ اور اس کے فرشتے رسول پہ درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی ایسے درود بھیجو جیسے کہ حق ہے۔

یہ اس لئے کہ ان کو پتہ چل جائے کہ درود بے فائدہ نہیں، بہت کچھ ملے گا۔ جھولی بھرلے۔ پڑھ کے تو دیکھو۔ اور اگر محبّت سے پڑھے تو کیا بات ہے۔ درود ایک ایسی چیز ہے کہ دوسری عبادت میں اگر ریا ہے تو وہ مُنہ پہ ماری جاتی ہے، لیکن درُود میں ریا بھی ہو تو قبول ہوگی درود شریف غفلت سے پڑھے تو بھی قبول ہے اور اس کا اجر ملتا ہے۔

تو عزیزانِ من! میں یہ ساری چیزیں بیان کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہر چیز کا نمونہ دکھا دیا۔ یہ نہیں کہ صرف زبانی فرمایا بلکہ کرکے بھی دکھایا۔ ایک شخص آیا اور کہنے لگا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو بہت امیر ہو گئے ہیں۔ پوچھا وہ کیسے؟ اس نے سامنے اشارہ کرکے کہا۔ یہ بہت بڑا جنگل آپ کو مال غنیمت میں آیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور فرمایا کہ آج سے تُو اس کا مالک ہے۔

وہ شخص جب اپنے قبیلے میں گیا تو اس نے شور مچا دیا کہ لوگو میری بات سنو۔ محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے نبی ہیں۔ وہ اتنی سخاوت کرتے ہیں کہ انہیں اپنی غربت کی بھی پرواہ نہیں۔

بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنا کچھ ہوتے ہوئے بھی جو کچھ آتا اسے تقسیم فرما دیتے۔ حالانکہ ایک ایک مہینے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے ہاں چولہا نہیں جلتا تھا اور جب وصال فرمایا تو گھر کا چراغ جو تھا، وہ بھی پڑوسیوں سے تیل لے کے جلایا گیا۔ حالانکہ مدینہ کی بادشاہت قائم ہو چکی تھی، جسے آپ سلطنت کہتے ہیں یا اسٹیٹ۔ تو لوگوں کے سامنے یہ ساری چیزیں مثالیں ہیں۔

مکہ شریف میں قحط پڑ گیا یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے وہاں سے چلے گئے، تو اس کے تھوڑے دنوں کے بعد وہاں قحط پڑ گیا۔ بڑی سخت پریشانی ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ یا رسول اللہ مکہ میں لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مسجد میں جمع کیا اور اعلان فرمایا کہ یہ دوسری بات ہے کہ اہل مکہ دشمن ہیں، لیکن میں نہیں دیکھ سکتا کہ اللہ کی مخلوق بھوکی مرے۔ لہٰذا جو جس کے پاس تھا وہ عطیہ کے طور پر ڈال گیا۔ جب یہ مال مکہ پہنچا تو ابوسفیان جو دشمن تھا ہی، اس نے کہا کہ اسے لوگ کھائیں گے تو ان کے احسان مند ہو جائیں گے۔ لیکن جب اس نے روکنے کی کوشش کی تو لوگ بپھر گئے۔ انہوں نے کہا کہ تو بھوکا مرے گا اور ہمیں بھی مارے گا۔ خود تیرے پاس نہیں ہے، اور یہ جو اللہ نے بھجا ہے وہ ہمیں نہیں لینے دیتا۔

یمامہ قبیلہ کے سردار کا نام ثمامہ تھا۔ یہ بڑا امیر آدمی تھا۔ ایک دفعہ کفارِ مکہ نے اُسے پیغام بھیجا کہ کیا تجھ پہ اسلام کا جادو چل گیا ہے۔ بات دراصل یہ تھی کہ یہ باہر سے گندم اور دوسری چیزیں منگواتا تھا۔ مکہ والوں

Marfat.com

کو یہ خطرہ ہوا کہیں مصیبت کے وقت یہ چیزیں روک نہ دے اور ہوا بھی یہی۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قسم ہے پرور دگار کی، جب تک آپ اجازت نہ دیں گے، میں ایک دانہ بھی نہیں جانے دوں گا۔"

پھر جب دوبارہ مصیبت پڑی تو ابو سفیان خود اس کے پاس آیا اور کہا کہ آپ ان سے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہیں کہ مال کو نہ روکیں، تجارت کریں، مال ادھر آنے دیں، ورنہ لوگ بڑی تکلیف میں ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمالِ سخاوت سے رحمت کے دریا بہاتے ہوئے فرمایا اجازت ہے۔

عزیزانِ من! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے معجزے دکھائے ان میں زیادہ تر رحمت کی جلوہ گریاں ہوئیں۔ مثلاً ایک بار جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز تھے تو لوگوں نے کہا کہ حضور، بارش نہیں ہو رہی، قحط پڑ رہا ہے، بڑی مشکل صورت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے، اسی وقت بارش شروع ہو گئی۔ سات دن تک بارش برستی رہی۔ پھر لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اب تو یہ حالت ہے کہ مکانوں کے گرنے کا خطرہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے، پھر وہیں منبر پہ کھڑے ہو کر ہاتھ اُٹھائے اور بارش بند ہو گئی۔

یاد رکھو عزیزانِ من! ذکرِ رسول ہی کافی نہیں، فکرِ رسول بھی کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

جب فکرِ رسول کرو گے، تو محبّتِ رسُول پیدا ہوگی۔ جب محبّتِ رسول پیدا ہو گی، تو شدت پیدا ہو گی یعنی عشقِ رسول پیدا ہو گا۔ جب عشقِ رسول ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاؤ گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاؤ گے تو فنا فی الرسول ہو جاؤ گے۔ اور جب فنا فی الرسول ہو جاؤ گے تو مراد کو پا جاؤ گے۔

آج کل تو سب کچھ بس زبانی، کلامی اور رسماً ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی کوئی اپنی تربیت نہیں ہے، تو انہوں نے اولاد کی کیا تربیت کرنی ہے۔ میرے پاس خط آتے ہیں۔ جب میں رات کو ویڈیو لگاتا ہوں (تصرّفِ روحانی) تو میں رابعہ محترمہ سے کہتا ہوں کہ میں کیا کروں۔ مجھے ایک گھر بھی سلامت نظر نہیں آتا۔ ہر گھر میں ایک فتنہ ہے اور سب کو اپنی اپنی لگی ہوئی ہے۔ خواہ بوڑھا ہو، خواہ جوان ہو یا بچّہ ہو۔ کسی کا بچّہ بے قابو ہوا ہے، ماں باپ رو رہے ہیں۔ ایک مصیبت مچی ہوئی ہے۔ پہلے تو یہ تھا کہ کسی کسی گھرانے میں یہ ہوتا تھا۔ اب تو گھر گھر نہیں، چڑیا گھر ہے۔ کیا کیا جائے۔ بڑے دردناک خط لکھتے ہیں، لیکن جب ویڈیو دیکھا جاتا ہے، تو معاملہ کچھ اور نظر آتا ہے۔ اگر میں انہیں یہ کہوں کہ آپ ادھر بھی خیال کریں، تو لٹھ لے کے ہماری طرف آ جائیں گے۔ خیر ہمیں کیا پڑی ہے۔

پھر یہ دیکھا گیا ہے کہ جس کے لئے دُعا مانگی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کرم

Marfat.com

کر دیتا ہے اور جب وہ صحت مند ہو جاتا ہے، تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام والا اندھا نکلتا ہے (یعنی ثابت ہوتا ہے)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی تالاب کے کنارے تشریف لے جا رہے تھے۔ وہاں ایک اندھا تھا۔ اس نے کہا اے موسیٰ (کلیم اللہ) میری آنکھیں دلوا دیجئے۔ آپ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ نے جس حال میں رکھا ہے، صبر کر۔ کہا مجھ سے صبر نہیں ہوتا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اے موسیٰ اس اندھے کی بات پہ نہ جاؤ۔ کہا بارِ الٰہا، شرم آتی ہے۔ اب کیا کہے گا میرے بارے میں۔ چنانچہ دعا قبول کر لی گئی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اندھے کے پاس پہنچے تو اس کی بینائی آ چکی تھی۔ بڑا خوش تھا۔ کہا اے موسیٰ (علیہ السلام) آپ نے بڑا کرم کیا۔ اب کہاں جا رہے ہو۔ تھوڑی دیر انتظار کرو، تماشہ دیکھتے جاؤ۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا کیا تماشہ؟

کہا یہ پاس ہی اسکول ہے۔ ابھی چھٹی ہونے والی ہے۔ میں نے کانٹے دار جھاڑیاں اس تالاب میں ڈال دی ہیں۔ بچے آ کے اس میں نہاتے ہیں بڑا مزا آئے گا جب وہ چھلانگ لگائیں گے اور ان کے کانٹے چبھیں گے اور ہائے ہائے کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سن کر مسکرائے اور اللہ تعالیٰ سے کہا، بارِ الٰہا! آپ ٹھیک کہتے تھے۔ اس کو اس کی پہلی حالت پہ لوٹا دیں۔

تو عزیزانِ من! جس کو بھی کوئی سہولت ملتی ہے، چار پیسے ملتے ہیں،

Marfat.com

فرصت فراغت ملتی ہے، وہ پہلے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف محاذ کھول دیتا ہے، پھر دین اور طریقت کے خلاف۔ تو کیا کیا جائے یعنی پیسوں کا انبار سامنے اور موت آ گئی ہے۔ انبار ساتھ نہیں جا سکتا۔ تو گویا دنیا میں اس نے ان پیسوں سے فائدہ نہیں اٹھایا، اور نا ہی جنّت میں اپنا گھر بنایا۔ مراد یہ کہ کسی کام میں تولاتا۔ اولاد کے لئے بھی چھوڑ دیتا۔ آدھا حصہ ان کے لئے بھی چھوڑ دو۔ کیونکہ اولاد جو ہے، میں نے نہیں دیکھا کہ قبر پر برابر جائے۔ کہنا تو نہیں چاہیے، لیکن بتا رہا ہوں۔ میں ایک قبرستان سے گزر رہا تھا، تو ایک صاحب ایک قبر سے متوجہ ہوئے۔ کہنے لگے، ایک منٹ کے لئے رکئے۔ میں رک گیا۔ کہا میرے لڑکے کو پیغام دیں کہ وہ میری قبر پہ آیا کرے۔ میں نے کہا: میں یہ نہیں کر سکتا۔ کہا میں آپ کی منّت کرتا ہوں۔ میں نے کہا نہیں۔ اس میں اس کی سبکی کا پہلو نکلتا ہے کہ مجھے اس کا پتہ چل گیا ہے کہ وہ باپ کی قبر پر نہیں جاتا۔ ایسا کام مجھ سے نہ کروائیں۔ میں آپ کے لئے درود و فاتحہ پڑھ کے بھیج دیا کروں گا۔"

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ سالوں کے بعد وہ لڑکا کسی مصیبت میں ایسے گرفتار ہوا کہ کچھ نہ بنا۔ تب اسے باپ یاد آیا اور خود بخود اس کی قبر پہ جا پہنچا۔ میں نے دیکھا وہاں بیٹھا ہوا پنج سورہ کھولے پڑھ رہا تھا۔ یعنی پھنسا ہوا ہے۔ جب چوٹ کھایا تو اس کو یاد کر رہا ہے۔ تو یہ حال ہیں ہم لوگوں کے کہ نفع اسی وقت چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب پہ کرم فرما۔ ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔

Marfat.com

دونوں عالم میں خدایا ہم پہ ہو تیرا کرم
خواجگانِ قادری اہلِ باصفا کے واسطے

یاالٰہی، ہم گناہگاروں پہ بھی ہو اک نظر
خواجگان برگزیدہ چشتیاں کے واسطے

یاالٰہی، ہم پہ بھی ہو بارانِ رحمت تیری
خواجگانِ نقشبندی پارسا کے واسطے

ہم نہیں بنتے تیرے، اپنا بنالے تو ہمیں
عارفانِ سہروردی باصفا کے واسطے

❁ ❁ ❁

کرم کی روشنی چاہتا ہوں
چراغ رہنمائی چاہتا ہوں

سُبحَانَ ربّکَ ربِّ العزّتِ عمّا یصِفونَ وسلٰمٌ علی المرسلین
وَالحَمدُ لِلّٰہِ ربِّ العٰلمِیْنَ ۔

مولایا صلِّ وسلّم دائمًا ابدًا
علیٰ حبیبِکَ خیرِالخلقِ کلّھمِ

تنم فرسودہ جاں پارہ زہجراں یا رسول اللہ
دلم پژمردہ، آوارہ زعصیاں یا رسول اللہ

Marfat.com

میلادُ النّبی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ"

۹ جنوری ۱۹۸۲ء

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ جل شانہٗ کے لئے ہیں، جو احد ہے، صمد ہے جس کی شان لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے، وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ہے۔ وہ حلیم ہے، کبیر ہے، رفیق ہے رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ ہے۔

درود لامحدود حضور نبی کریم، تاجدارِ مدینہ، شفیع المذنبین، رحمت اللعالمین، سیّد الاوّلین والآخرین، فخرِ موجودات وکائنات حضور احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا " وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ " جن کی شان میں اللہ جل شانہٗ نے

Marfat.com

مومنوں کو وظیفہ عطا فرمایا کہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ جن کی شان میں فرمایا وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝

سلام ہو اللہ کے اُن پیاروں پر جنہوں نے مخلوق کے ستم سہے، طعنے اور شکوے سہے لیکن اپنی راہ پر گامزن رہے۔ جن کے فیض کے چشمے جاری تھے جاری ہیں اور انشاء اللہ جاری رہیں گے۔ جن کے ڈنکے بجتے تھے، بجتے ہیں اور انشاء اللہ حشر تک بجتے رہیں گے۔

میرے محترم دوستو اور عزیزانِ من! میں اپنی خوش قسمتی پہ نازاں ہوں اس عظیم ترین موقعہ پر مجھے اللہ جل شانہٗ یہ عزت بخش رہا ہے کہ میں اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کا کچھ ذکر اپنی بساط کے مطابق آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ اس کے بعد ایک مدت گزر گئی، دنیا تاریکی میں آگئی اور خطۂ ارض کی عجیب حالت ہوگئی۔ درندگی بڑھ گئی، انسانیت ختم ہوگئی، بہمیت اور جہالت کا یہ عالم کہ زندہ بچیوں کو دفن کر دیتے، ذرا ذرا سی بات پر تلواریں نکال لیتے، جنگیں ہوئیں، کشت وخون ہوتا۔ وہ وحدانیت کو مکمل طور پر بھول چکے تھے۔ اپنے اپنے بُت لاکے رکھے ہوئے تھے نعوذ باللہ من ذالك، کہتے تھے کہ خدا مذکر یعنی مرد ہے، اور یہ خدا (یعنی بُت) اس کی بیوی ہے، یعنی مؤنث ہے۔ جب گھٹا ٹوپ اندھیرا ہر طرف چھا چکا تو وہ وقت بھی آ گیا جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ

Marfat.com

پُورا ہونا تھا، اور اپنے حبیب پاک کو مخلوق کے سامنے ظاہر کرنا تھا۔ وہ وقت ربیع الاوّل میں آیا اور ربیع الاوّل کے مہینے کو یہ شرف حاصل ہوا۔ بعض لوگ اس مہینہ کو ربیع اس لئے کہتے ہیں کہ ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہوتی ہے کونپلیں پھوٹتی ہیں، موسم اتنا دلکش ہوتا ہے کہ جواب نہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مہینہ کو شرف عطا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے میلادِ مبارک کے باعث۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی جب ولادت ہوئی تو کعبہ میں جتنے بُت تھے وہ سر کے بل گر گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے چار ماہ قبل آپ کے والد کا وصال ہو چکا تھا۔ جو عورتیں ولادت کے وقت موجود تھیں، اُن کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت شریف کے وقت ایسا معلوم ہوا جیسے ایک سُورج نیچے اُتر آیا ہو۔ ایک زبردست روشنی تھی، آنکھوں کو چکا چوند کرنے والی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم، ولادت کے فوراً بعد سجدے میں گر گئے اور انگشتِ شہادت اُوپر اٹھائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت کی جب اہلِ قریش کو دعوت دی گئی، تو انہوں نے آپ کے دادا سے پوچھا کہ آپ نے اپنی خاندانی روایات کے مطابق نام کیوں نہیں رکھا اور محمدؐ کیوں رکھا۔ آپ کے دادا محترم نے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے بچّے کی ستائش پورے جہان میں ہو۔ ہر طرف اس کی تعریف ہو۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے معنی ہیں ''بہت تعریف کیا گیا'' اور اس لفظ کو ربِ کریم نے وہ عزت بخشی کہ کافر بھی جب

Marfat.com

نام لے گا تو اس کو اس اسم پاک کا بوسہ دینا پڑے گا۔ یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بولنے سے دونوں لب مل جاتے ہیں۔ اور جب اللہ کہیں گے تو لب کھل جاتے ہیں۔ تو یوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کو اللہ سے ملانے آئے۔ جیسے ان کا اسم مبارک لیتے وقت دونوں لب مل جاتے ہیں۔

عزیزانِ من! اوائل عمری میں ہی آپ نے بڑی تکلیفیں اٹھائیں آپ اتنے صادق، اتنے سچے تھے کہ لوگ آپ کو امین کہتے تھے۔ جب فکر معاش ہوئی تو سیّدنا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی دیانت اور امانت کا شہرہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو پیشکش کی کہ آپ ان کی تجارت کو سنبھال لیں۔ یہ پیشکش آپ نے قبول کی۔ چنانچہ جب پہلی دفعہ آپ تجارت کا مال لے کر گئے اور سفر سے واپس آئے، تو منافع اس قدر تھا کہ گمان سے باہر۔ جو غلام ساتھ تھا اس نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں کیں اس نے آپ کے اخلاق کی اور آپ کے اوصاف کی اتنی ستائش کی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی گرویدہ ہوگئیں اور انہوں نے آپ سے نکاح کے لئے پیشکش کر دی۔ حالانکہ عمروں کی بڑی تفاوت تھی، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی عمر شریف پچیس سال تھی اور ان کی چالیس برس، لیکن یہ پیشکش آپ نے قبول فرمائی اور نکاح ہوگیا۔

عزیزانِ من! پھر وہ وقت آخر آگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طبیعت ہر چیز سے اچاٹ ہوگئی۔ آپ کچھ ستو اور پانی لے کر غار میں چلے جاتے۔ اور

Marfat.com

جب وہ ختم ہوتے، تو پھر گھر آتے اور یہ چیزیں لے کر چلے جاتے۔ حتیٰ کہ ایک دن وحی شریف نازل ہوئی۔ اور جب آپ سے کہا گیا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! بشارت ہو آپ کو کہ آپ اللہ کے نبی ہیں"۔

آپ گھر تشریف لائے اور اس واقعہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آگاہ کیا۔ انہوں نے اپنے چچا ورقہ بن نوفل سے اس بارے میں ذکر کیا۔ انہوں نے جب نشانیاں پوچھیں تو بشارت دی کہ یہ ہی وہ آخر الزمان نبی ہیں، جن کا صدیوں سے انتظار تھا۔

عزیزانِ من! روایت ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سب کے سردار ہیں۔ جیسا کہ معراج شریف کے واقعہ سے ظاہر ہے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اقصیٰ میں سارے انبیاء کی امامت فرمائی۔ یہ امام الانبیاء حضور نبئ کریم، تاجدارِ مدینہ، شفیع المذنبین، رحمت اللعالمین، فخرِ موجودات و کائنات، حضور احمد مجتبےٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نُور کو پیدا کیا۔ اور پھر حدیث شریف ہے کہ "میرے نُور سے ہر چیز کی تخلیق کی گئی۔

عزیزانِ من! اللہ جلّ شانہٗ سرتاپا حُسن ہیں۔ وہ چونکہ سرتاپا حُسن ہیں اس لئے حدیث شریف کے مطابق، اُس نے چاہا کہ وہ پہچانا جائے۔ چنانچہ ارشاد ہوا "جب میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں" تو اس چاہت کے اندر

Marfat.com

ایک نکتہ ہے۔ حسن کو اگر کوئی پہچان سکتا ہے، داد دے سکتا ہے، تو وہ عشق ہے۔ یعنی حسن کو کوئی اگر کما حقہ بے مثال داد دے سکتا ہے تو، تو وہ عشق ہی ہے۔

عزیزانِ من! سب سے پہلے حسن کا نور، یعنی اللہ جلّ شانہٗ کا نور تھا۔ جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ اس کے بعد اللہ جل شانہٗ نے وہ نور پیدا کیا جو سرتاپا عشق ہے۔ وہ نور نورِ محمدّی ہے۔ یاد رکھو حسن سرتاپا ناز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا نور سرتاپا عشق ہے۔ عشق سرتاپا نیاز ہے، عاجزی ہے۔ حسن کی تکمیل دیکھنی ہو، تو نور کی طرف نگاہ کرو۔ اور اگر عشق کے نور کی تکمیل دیکھنی ہو، تو اِدھر دیکھو۔ حسن سرتاپا معبودیت ہے۔ حسن پرستش چاہتا ہے۔ عشق اپنی عجز وانکساری کی وجہ سے سرتاپا عبدیت ہے۔ وہاں خدائی ہے، یہاں بندہ ہونے کی چھاپ۔ وہ نورِ الٰہ ہے، یہاں نورِ مصطفےٰ ہے مختصراً یہ انوار کی نشان ہے۔

یہ بیان طویل ہو سکتا ہے، مگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس کی طرف آرہا ہوں۔ عزیزانِ من! حضور صلی اللہ علیہ وسلّم جامع صفات تھے، جامع کمالات تھے۔ اور جتنے نبی آئے، ان سب کی صفات کا مجموعہ تھے، یعنی آپ مجموعۂ صفاتِ انبیاء تھے۔ آپ نہایت ہی رحم دل، نہایت ہی فیاض اور سخی تھے۔ بڑے سے بڑے بادشاہ کی زندگی بھر کی سخاوت لے لو، اور میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ایک دن کی سخاوت لے لو، بخدا، بادشاہ والی سخاوت آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سخاوت کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ آپ کا فرمانا ہے کہ یہ اُحد جتنا سونے کا پہاڑ کیوں نہ ہو، میں چاہوں گا کہ یہ تین

Marfat.com

دن بھی میرے پاس نہ رہے۔

ایک دن ایک شخص معمولی سی گگڑی لایا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسے مُٹھی بھر سونا عطا فرمایا۔ ایک دفعہ ایک شخص کسی قبیلے سے آیا اور کہنے لگا "یا حبیب اللہ! اب تو آپ بہت امیر ہو گئے ہیں"۔ آپ نے دلکش تبسّم فرمایا اور پوچھا، وہ کس طرح۔ کہا یہ جنگل بکریوں سے بھرا ہوا آپ کو ملا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دلکش تبسم فرمایا، قربان اس کالی کملی والے پر جو فرماتے ہیں "ہم نے سارا جنگل بمعہ بکریوں کے تمہیں عطا کر دیا"۔

جب وہ شخص اپنے قبیلے میں واپس جاتا ہے، تو قبیلہ کے لوگوں کو خطاب کر کے کہتا ہے "اے لوگو! میری بات سُنو، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے رسُول ہیں۔ ایمان لے آؤ۔ وہ اتنی سخاوت کرتے ہیں کہ انہیں اپنی عزت کی بھی پرواہ نہیں"۔

عزیزانِ من! آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نہایت رحم دل، نہایت فیاض اور نہایت سخی تھے۔ غرض مندوں کی حاجتیں پوری کرتے تھے۔ بڑے مہمان نواز تھے۔ رات کو اٹھ اٹھ کر دیکھتے تھے کہ کہیں کسی مہمان کو تکلیف تو نہیں۔ آپ کے پاس کوئی درخواست کرتا، تو آپ رد نہ فرماتے۔ اگر کسی کو کہیں کام پڑتا، تو اس کی سفارش کروا دیتے۔ راہ چلتے کوئی بچّہ ملتا، تو سب کے سامنے اسے سلام کرنے میں پہل کرتے اور اس کو پیار سے چُومتے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہمسایوں پہ بہت شفیق تھے۔ اس قدر کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سالن میں پانی زیادہ ڈال دیا کرو، تاکہ تمہارے پڑوسی بھی لقمہ تر کر سکیں۔ پڑوسیوں کے لئے تحفے بھیجتے تھے۔

کھانوں میں اور چیزوں کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو سبزیاں بھی پسند تھیں۔ آپ کی عادت حسنہ تھی کہ کسی چیز کی فرمائش نہیں کرتے۔ اگر کوئی ایسی چیز سامنے آتی جو پسند نہ ہوتی، یا طبیعت مائل نہ ہوتی، تو وہ آپ نہ کھاتے، مگر اس چیز کو رد نہ فرماتے۔ آپ نے زندگی بھر کبھی پیٹ بھر کے نہیں کھایا اور دوسروں کو بھی ہدایت فرماتے کہ پیٹ بھر کے نہ کھاؤ۔

عزیزانِ من! مسلمان تو بیچارے تقدم کا شکار ہو گئے۔ جتنا علم آیا، اتنے فرقے بنے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علم کی ایک عین (ع) ہوتی ہے اور 'ع' کا ایک دائرہ ہے۔ اور علم کی ایک میم (م) ہوتی ہے۔ یہ 'م' علم کا مغز ہے۔ جو علم کا مغز پا گیا، وہ عالم حق ہو گیا، اور جو علم کی 'ع' میں پھنس گیا وہ عالم سُو ہو گیا۔ وہ شریعت اتنی بتائے گا، جتنی اس کو چوٹ نہ لگے۔ اگر اس کا سارا گھر بھی بے شرع ہے۔ صبح سے شام تک بے شرع باتیں ہوتی رہیں، یا زندگی بھر فعلِ قبیح کیا ہو، بدکاریاں کی ہوں، سیاہ کاریاں کی ہوں، مگر اللہ کی کریمی بیان کر کے کہے گا کہ وہ معاف ہو گا۔ ایسے ہو گیا جیسے ماں کے بطن سے پیدا ہو گیا ہو لیکن عزیزانِ من! آپ دیکھیں، جیسے ماں باپ ہیں وہ تمام عمر اولاد کی سختیاں برداشت کرتے ہیں۔ جب اولاد جوان ہوتی ہے، سوجھ بوجھ آتی ہے، تو گستاخ اور بے ادب بھی ہو

Marfat.com

جاتی ہے۔ اور یہاں تک بھی ہو جاتی ہے کہ بعض جگہ میں نے ماں باپ کو مارتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ لیکن میں نے یہ نہیں دیکھا کہ اولاد پہ مصیبت آئی ہو اور ماں باپ نے دھکا دے کر اسے نکال دیا ہو۔ اگر کوڑھ کا مرض ہو گیا اولاد کو اور دنیا نے اسے چھوڑ دیا، تو یہ ماں باپ ہی ہیں جو اس کوڑھی اولاد کو سڑک پر سے اٹھا لائیں گے۔

تو عزیزانِ من! ایک ظرف 'ع' والا ہے اور آپ کا ظرف 'ع' والا ہے۔ اور ایک ظرف 'م' (میم) والا ہے، یعنی ان کا جنہوں نے علم کا مغز کھایا، ان میں اطاعت آئی۔ ان کی جب کسی کے عیب کی طرف نگاہ پڑتی ہے، تو فوراً اپنی قمیض کے بٹن کھول کے جھانکتے ہیں کہ ہمارے اندر کتنے ہزار کیڑے ہیں، اور ہم کس منہ سے دوسروں کے عیب کے بارے میں بول رہے ہیں۔ اگر پھر بھی ضمیر کی آواز نہ آئی، تو پھر اس شخص کے لئے دعائے خیر کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ضمیر کو بیدار کرے، تاکہ وہ صحیح طور پر رہے۔

عزیزانِ من! حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث مبارک ہے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ جب نو حصّہ لوگ عمل نہیں کریں گے اور ایک حصّہ لوگ عمل کریں گے اور نجات پائیں گے۔ پھر صحابیوں کی طرف خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اس وقت اگر ایک حصہ بھی چھوٹا تو وہ مستحبِ سزا ہیں۔ اس لئے کہ وہ براہِ راست حضور کے نور کے آئینے کے تحت تھے۔ جس دور کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا، وہ دور آج ہے۔ آج اگر ایک حصّہ کی

Marfat.com

طرف تبلیغ کر کے لے آتے ہو، تو پھر فیض جاری ہو گا۔ اگر کوئی ایک حصہ پہ بھی عمل کرتا ہے، تو پھر اس کا معاملہ اللہ اور اس کے درمیان شروع ہوتا ہے۔

تو عزیزِ من! اپنا محاسبہ کرو۔ اگر اپنے محاسبہ سے تم سمجھو کہ تم فرشتے ہو تو پھر تمہیں حق پہنچتا ہے زبان کھولنے کا۔ حضور کے زمانہ میں ایک شخص مسجد میں آیا جس نے نجاست کر دی۔ اگر آج کا دور ہوتا تو مار مار کر اس کی جان نکال دیتے۔ لیکن میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نجاست دھلوا دی، اور نہایت شفقت سے اس شخص کو ہدایت کی۔

عزیزانِ من! دین حکمت سے پھیلتا ہے، تبلیغ حکمت سے پھیلتی ہے، تدبیر سے پھیلتی ہے۔ پہلے انسان کو اپنے اندر پختگی پیدا کرنی چاہیئے، حکمت حاصل کرنی چاہیئے۔ یاد رکھو، اس فقیر نے آٹھ برس کی عمر سے فقیروں کی جوتیاں سیدھی کیں اور چالیس برس علماء کی جوتیاں سیدھی کیں، اور ان کی صحبت اُٹھائی۔ عالموں سے بھی فیض حاصل کیا اور درویشوں سے بھی۔ علم کا جو مغز تھا، وہ بھی ان سے حاصل کیا۔ تو عزیزانِ من، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز جو تھا، وہ سراسر حکمت تھا۔ جب ایک شخص نے شکایت کی کہ فلاں امام لمبی قرأت کرتے ہیں اور ہمیں کام سے جانا ہوتا ہے۔ تو حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سُرخ ہو گیا، غضبناک ہو گیا۔ اور جب وہ امام آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "آپ لوگوں کو برگشتہ کرتے ہیں، بددل کرتے ہیں۔" حالانکہ دیکھا جائے تو امام صاحب کوئی غلطی نہیں کر رہے تھے، نماز میں کلام پاک کی قرأت کر رہے تھے۔

Marfat.com

عزیزانِ من! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلانِ نبوت کیا، تو بُت پرستوں کے اندر شور مچ گیا، طرح طرح کے منصوبے اور سازشیں شروع ہو گئیں۔ کمیٹیاں مقرر ہوئیں۔ اندھیرے میں کانٹے بچھائے جاتے تھے، گندگی پھینکی جاتی تھی۔ اگر نماز پڑھ رہے ہوں، تو چادر کو موڑا جاتا تھا، تاکہ گردن مبارک پھنس جائے۔ آپ نے ہر چیز سہہ لی، ہر تشدد برداشت کیا۔ حتیٰ کہ وہ وقت آگیا جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کرنے کا حکم آگیا۔ آپ نے سب کی امانتیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کیں آپ کو اپنی جگہ سُلا دیا اور مدینہ شریف کی طرف ہجرت فرمائی۔

نبوت ملنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال مکہ میں رہے۔ اور وہاں سے جاتے ہوئے مکہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: "اے شہر مکہ تم مجھے بہت عزیز ہو۔ لیکن یہاں کے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ میں اس لئے جا رہا ہوں"۔

عزیزانِ من! فقراء اور علماء وارث انبیاء ہیں۔ فقیروں کو بھی اور عالموں کو بھی یہ سختیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ یہ چیزیں دیکھنی پڑتی ہیں۔ بالخصوص فقیروں کو بہت زیادہ، کیونکہ فقیروں کی باتیں جب شریعت کے ناپ تول میں لائی جاتی ہیں، تو اُن کو ایک خاص عینک سے دیکھ کر ناپا تولا جاتا ہے۔ اگر عینک وسیع کر لی جائے، شیشے صاف کر لئے جائیں، تو شریعت بڑی صحیح نظر آتی ہے، کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہو گی۔

بہر حال آپ مدینہ شریف تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کا بڑے جوش سے استقبال ہوا۔ میں لفظ استقبال کہہ رہا ہوں، استقبال نسبت سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

نبی کا نبی کی شان کے مطابق، عالم کا عالم کی شان کے مطابق، ولی کا ولی کی شان کے مطابق۔ استقبال ایک خوشی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاتم طائی کی لڑکی کو پیش کیا گیا۔ جو یہودی تھی، کافرہ تھی، کیونکہ حاتم طائی یہودی اور کافر تھا۔ جب پاس آئی اور بتایا گیا کہ یہ حاتم طائی کی لڑکی ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کافرہ کا استقبال نہیں کیا بلکہ حاتم کی سخاوت کی جو صفت تھی وہ ایک نسبت تھی۔ اس سخاوت کی نسبت کو مدِنظر رکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک جو تھی وہ استقبال کے لئے، عزت افزائی کے لئے، بچھادی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور کی چادر نہیں لے سکتے تھے۔ کیونکہ فقیر کا ایمان ہے کہ حضور کی اپنی چادر مبارک کو کروڑوں دوزخی ہاتھ لگائیں تو انشاءاللہ دوزخ کا عذاب ٹل جائے۔

عزیزِ من! نسبت بڑی چیز ہے۔ دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا جب تشریف لائیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر استقبال کیا، اپنی چادر مبارک اُن کے لئے بچھائی۔ لوگ پریشان تھے کہ یہ عورت کون ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیار سے بڑے عزوادب سے کھجوروں کی گھٹلیاں نکال نکال کے پیش کیں۔ حلیمہ نام کی اور بھی عورتیں تھیں لیکن اس حلیمہ میں کیا صفت تھی، کیا نسبت تھی۔ وہ نسبت یہ تھی کہ جس پستان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا ہوا تھا، وہ ماں کی نسبت رکھتی تھی۔ اس لئے اتنا بڑا استقبال کیا۔

جب ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قیدی پیش کئے گئے،

Marfat.com

تو ایک عورت نے کہا "یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے بھی ان پستانوں سے دُودھ پیا ہوا ہے، جن پستانوں سے آپ نے دُودھ پیا ہے۔ بس اتنا کہنا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پہ رقّت طاری ہوگئی۔ اور وہاں موجود اعرابی اور صحابی چیخیں مار مار کے رونے لگے۔ یہ آہ و بقا کا ماتم نہیں تھا۔ یہ عزت افزائی تھی یہ استقبال تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھوں میں جو آنسو آئے، یہ استقبال تھا اس نسبت کا، اس دُودھ پینے والی نسبت کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے نہ صرف اس کو آزاد کیا، بلکہ اس کے قبیلے کے جتنے لوگ تھے، ان سب کو آزاد کیا۔ اور اتنا مالِ غنیمت دیا کہ ان کو سیر کر دیا۔

عزیزانِ من! استقبال اس وقت بھی تھے اور اب بھی ہیں۔ اس فقیر نے سرکاری استقبال بھی دیکھے، جس میں درویش بھی دیکھے، عالم بیٹھے ہوئے بھی دیکھے، اور جس میں عورتیں بھی دیکھیں، اور مولوی بھی دیکھے قرأت کرتے ہوئے کسی مولوی نے انکار نہیں کیا کہ میں قرأت اس لئے نہیں کرتا کہ یہاں فاسق و فاجر عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ سب کچھ آج تک ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو میں ولی کہہ دوں یا بنا دوں، جو اس کے خلاف جنگ کرتا ہے وہ میرے خلاف جنگ کرتا ہے۔

تو عزیزانِ من! حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دریا دلی اور فیاضی سے استقبال کرتے، عزت افزائی کرتے تھے۔ اپنے چاروں یار جو ہیں، ان کی صفتیں کھلم کھلا بیان کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ ذاتِ پاک ہیں، جن کا تصوّر اللہ کا تصوّر

Marfat.com

ہے، جن کا خیال، اللہ کا خیال ہے، جن کا قول اللہ کا قول ہے۔ جن کا فعل اللہ کا فعل ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے: وہ بیعت میرے ہاتھ پہ ہوئی، تیرے ہاتھ پہ نہیں، کیوں کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ یعنی جو فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں، وہ اللہ کے فعل ہیں، اللہ فرماتا ہے کہ وہ بیعت انہوں نے تیرے ہاتھ پہ نہیں کی بلکہ میرے ہاتھ پہ کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اللہ کا قول ہے۔ ان کا فعل اللہ کا فعل ہے اور ان کی ذات اللہ کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں "مجھے اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا۔" اور یاد رکھو جب اخلاق ٹھیک ہو جاتا ہے تو ساری صفتیں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ فیاضی بھی، دریادلی بھی، سب کچھ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جو تھی وہ اللہ کے مقاصد کی تکمیل کے لئے تھی۔ اسی لئے کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمایا کہ تمہارے لئے بہترین نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

عزیزانِ من! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ جو دیا، وہ اتنا جامع ہے، اگرچہ اس کے مختلف حصے مختلف جگہوں پہ ہیں، اگر سارا خطبہ ایک جگہ اکٹھا کیا جائے، تو پروردگار کی قسم سارے اسلام کا نچوڑ اس میں ہے۔ یہ فصاحت و بلاغت میں آپ کی شان ہے۔ عورتوں کو جو حقوق ملے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ اس آخری خطبہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ عورتوں

Marfat.com

سے بھلائی کرو۔ یہ تمہاری قید میں ہیں۔ اگر کوئی ایسی بات بھی ہو جائے تو ہلکی سی مار مارو۔

عزیزانِ من! ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ان کی عمر کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ اتنا جانتا ہوں کہ ایک ستارہ چمکتا تھا بہتّر (۷۲) ہزار سال کے بعد اور میں نے وہ ستارہ ستّر بار دیکھا ہے۔ میرے آقا و مولی فرماتے ہیں۔ اے جبرئیل امین! وہ چمکتا ہوا ستارہ میں ہی ہوں۔ سورۂ نجم میں جس چمکتے ہوئے ستارے کی قسم کھائی گئی ہے، یہ وہی ہے، لیکن اسے صرف اہل اللہ یا وہ جن کو باطنی آنکھیں عطا ہیں، وہ ہی پہچانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ مبارکہ میں جنگیں بھی لڑی گئیں، جن کو غزوے کہا گیا۔ بڑے بڑے منصوبے بنے، سب کچھ ہوا لیکن اب اسلام کی فتح و نصرت تھی۔ پھر ایک دن وہ بھی آیا کہ حج الوداع کا موقع تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم اونٹ کے کجاوے پہ جلوہ افروز ہوئے۔ ہر طرف مسلمان ہی مسلمان تھے بعض نے ستّر ہزار آدمی لکھا، بعض نے ایک لاکھ لکھا۔ بہر حال انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں بلندی اور گھن گرج تھی اور آواز آخری شخص تک پہنچ رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "لوگو! شاید ہم تم اس طرح مجلس میں اکٹھے نہ ہو سکیں میری باتیں غور سے سُنو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کے متعلق مسلمانوں کے سلوک کے متعلق، عورتوں کے حقوق کے متعلق، غرضیکہ یہ تمام چیزیں جو تھیں ان

Marfat.com

سب کے متعلق ارشاد فرمایا۔ پھر اس کے بعد لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کل تم سے میرے متعلق سوال ہوگا، تو تم کیا کہو گے؟ لوگوں نے عرض کی کہ ہم کہیں گے کہ آپ نے رسالت کا حق ادا کر دیا۔ ہم تک رسالت کا پیغام پہنچا دیا اور ہمیں سیدھی راہ دکھائی۔ اس پر آپ نے اپنی انگلی مبارک آسمان کی طرف کی اور تین بار کہا: ''اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا۔ لوگوں پہ رقت طاری ہوگئی۔

اور پھر آخر وہ وقت بھی آ گیا، یعنی مرض الموت کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ برس چار دن کی عمر شریف پائی اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے میں نے یہاں اختصار کے ساتھ بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات بیان کرنے میں میری تسلی تو نہیں ہوئی۔ مگر یاد رکھنا کہ محبت میں شریعت بھی ساقط ہو جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ سنو۔ ان کا چچا امیر تھا اور وہ خود یتیم تھے۔ جب ایک دن انہوں نے کہا۔ اے چچا میں انتظار کرتے کرتے تھک گیا ہوں کہ تم کبھی کہیں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اب مجھ میں طاقت نہیں رہی کہ میں مزید برداشت کروں۔ کہا ہوش میں آؤ، میں تمہارے بدن سے کپڑے اتار کر تمہیں ننگا کر دوں گا۔ تم جانتے ہو کہ تم بے بس و بے یار و مددگار ہو جاؤ گے، میں تمہیں عاق کر دوں گا، تم بھوکے ہو جاؤ گے، افلاس زدہ ہو جاؤ گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جو کچھ بھی ہونا ہے، ہو جائے۔ اب عبداللہ کا سر

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہے۔ وہ وہاں سے اُٹھ نہیں سکتا۔ چنانچہ ان کے کپڑے چھین لئے جاتے ہیں اور وہ ننگی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجاتے ہیں۔ آپ کے ماں باپ کے سامنے اگر کوئی جوان لڑکا ننگا آئے تو آپ شاید جوتیاں اٹھائیں۔ یا لوگ بازار میں ہی اسے ختم کر دیں، اس سے پوچھے بغیر اس پہ جرم لگائیں۔ مُلّا تو اسے گالی دے بےشرم کہے، یا خبر نہیں کیا کچھ۔ مگر مولوی شاید گنجائش کر دے کہ بھئی اس کی بات سُنو، چونکہ شرع کہتی ہے کہ دونوں کی بات سُنو۔

بہر حال، عزیزانِ من! وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ، مجھے ستر ڈھانپنے کے لئے کپڑے کا ٹکڑا دو۔ ان کی والدہ آدھا کمبل انہیں دے دیتی ہیں۔ سَتر ڈھانپنے کے لئے۔ پھر انہوں نے اپنی عرض پیش کی اب محبت کی آگ اس قدر بڑھ چکی ہے کہ ضبط سے باہر ہے۔ اب میں ان قدموں میں جا رہا ہوں، ان قدموں میں جہاں میرا چین ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں۔ پھر وہ وہاں جاتے ہیں۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے لئے تشریف لاتے ہیں اور ان کو دیکھ کر دریافت فرماتے ہیں، تم کون ہو؛ وہ عرض کرتے ہیں ؎

''کشتۂ عشقِ نبی ہوں''

اگرچہ ان کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ تھا، لیکن شفقت فرما کے کہتے ہیں ''کیا تمہارا نام عبداللہ ہے''، جواب دینے کی بجائے وہ آپ کے

Marfat.com

پاؤں سے لپٹ جاتے ہیں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں" اے عبداللہ! اب تم ہمارے ہی پاس رہا کرو۔ اس طرح ان کے معلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ ہی انہیں قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔ ا

ایک دن مسجد میں لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عادتِ حسنہ تھی کہ وہ اونچی آواز میں قرآن شریف پڑھتے تھے۔ وہ اس دن بھی اونچا اونچا قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ مسجد میں یہ شریعت کے خلاف ہے کیونکہ اور نمازی ہوتے ہیں، جن کی نماز میں خلل پڑتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کڑک کے کہتے ہیں، یہ کون شخص ہے جو لوگوں کی نماز خراب کر رہا ہے۔ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں" اے عمر! اس کو کچھ مت کہو، یہ اللہ اور رسول کے عشق میں برباد ہو گیا ہے، شریعت اس کے لئے ساقط ہے، اس کو اسی طرح پڑھنے دو" یہ آج ہوتا تو فتوے لگ جاتے۔

عزیزانِ من! ان چیزوں کو سمجھنے کے لئے، نُور کی ضرورت ہے نظروں کی ضرورت نہیں۔ ان کے لئے نور کی ضرورت ہے حضور کی ضرورت ہے سرُور کی ضرورت ہے۔ باطنی آنکھ کی ضرورت ہے۔ یہ ہو پھر تم کیچڑ سے بھی موتی نکال سکتے ہو۔ اور اگر یہ نہیں تو اپنا موتی کیچڑ میں پھینک دو گے۔ پھر تمہارے پاؤں کیچڑ میں جائیں گے، حتیٰ کہ تم کندھوں تک کیچڑ میں پھنس جاؤ گے۔ فقیروں کی حقیقت سمجھنے کے لئے ایک عمر کی ضرورت ہے، فتوے کن پر نہیں لگے۔ کھالیں کن کی نہیں کھینچی گئیں، دار پہ کون نہیں گیا، سر کن کے

Marfat.com

نہیں کٹے، یہ فقیر ہی تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دستر خوان پہ جب کھانا کھایا جاتا، تو اس کو پانی سے کبھی نہیں دھوتے، آگ میں ڈالتے تو صاف ہو جاتا۔ کیونکہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھانے کے بعد اس دستر خوان سے ہاتھ پونچے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو پچاس سیر آٹا دیا تو وہ تیس برس تک کام آیا۔ ایک صحابی کو جب چار سیر آٹا دیا گیا تو انہوں نے تمام شہر والوں کی دعوت کی۔ جب لشکر میں پانی ختم ہو گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالی میں اپنی مبارک اُنگلیاں ڈال دیں اور چشمے جاری ہو گئے۔ لوگوں نے مشکیں بھریں اور پورے لشکر نے پانی پیا۔ غرضیکہ جب تک انسانوں اور جانوروں نے پانی پیا، اور اپنی اپنی ضرورت کے مطابق پانی نہ لیا، اُس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک انگلیاں اس میں ڈبوئے رکھیں۔

عزیزانِ من! آج پوچھا جائے، تو پھر یہ فقیر ہی کام آتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں کی حقانیت تحریر سے ثابت نہیں ہو سکتی، بلکہ مشاہدے سے ہو سکتی ہے۔ ایک ولی اللہ ایک دفعہ نہیں، کئی مُردوں کو زندہ کر چکے ہیں۔ ایک ولی اللہ ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ قضا و قدر کے تیر لوٹا چکے ہیں۔ ولی اللہ جو ہیں ان کی شان کوئی کہاں تک بیان کرے۔

عزیزانِ من! علماء وارث انبیاء ہیں۔ مگر تھوڑا سا آگے بھی دیکھو کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میرے فقیروں کو کوئی نہیں پہچان سکتا، کیونکہ وہ میرے عبا کے اندر ہیں، عبا کے اندر جذب ہو کر وہ گویا جذبِ محمدی ہیں، نورِ محمدی ہیں، فقیرِ محمدی ہیں۔ ایک دنیا کا کتا کیا جانے۔ جن کی آنکھوں میں سیاہی آگئی ہو، جن کا نور اللہ تعالیٰ چھیننے والا ہو، جن پر قہر و غضب آنے والا ہو، جن کو سزا ملنے والی ہو، ان کی اللہ تبارک و تعالیٰ سعادت چھین لیتا ہے۔ ان کے سینوں سے دھواں اٹھتا ہے، جو ان چہروں کو مسخ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ان کا کوئی یار و مددگار نہیں ہوتا۔ وہ فقیر کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے۔ وہ ہمیشہ فقراء کے پاس گئے۔ فقراء نے کرامات دکھائیں جس طرح نبیوں نے معجزے دکھائے۔

یاد رکھو! لوگ دس دس سال، بیس بیس سال فقیروں کی ہر غیر شرعی بات برداشت کرتے ہیں۔ مگر جب اپنے پیروں پہ دیا جل جائے یا سیک آ جائے۔ اپنے گھروں میں شاید زنا گناہ بھی ہوتے ہوں۔ یہ سب کچھ بھی ہوں، بدکاریاں، سیاہ کاریاں بھی ہوتی ہوں، پھر ان کی نظر فقیر کی طرف جائے گی، اپنے گناہوں کی طرف نہیں جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آ چکے ہوتے ہیں۔ ورنہ اس فقیر نے ربیع الاوّل کے موقعہ پہ سب سے پہلے جب سماع سنا، فقیر فتوؤں سے نہیں ڈرتا۔ فقیر کے خون کے ذرّے ذرّے کے اندر اللہ لکھا ہوا ہے۔ اگر کسی کو شبہ ہو تو فقیر ہاتھ دیتا ہے، نکالے خون، اگر اس میں نہ ہوا تو سزا دے دوں گا۔ کیا سمجھتے ہو تم فقیر کو میں گوشہ

Marfat.com

میں یونہی نہیں بیٹھا ہوں۔ کسی دن اگر میرے دل کو زک پہنچی، تو عرش و فرش ہل جائیں گے۔ میں خیر مانگنے والوں میں سے ہوں، میں خیر ہی مانگوں گا۔ میں بددعا نہیں مانگتا۔ میں فقیرِ محمدی ہوں، خیر ہی مانگتا رہوں گا۔ ہاں اگر میرا اللہ پکڑ میں لے آئے تو فقیر اس میں کچھ نہیں کر سکتا۔

عزیزانِ من! یہی وہ فقیر ہے، جس نے کسی آستانے میں بیٹھ کے کہا تھا۔ وہاں بڑے بڑے فتوے لگانے والے موجود تھے، بڑے بڑے شرعی علم رکھنے والے موجود تھے۔ میں نے کہا تھا کہ اگرچہ ربیع الاوّل میں فقیر سماع نہیں سنتا۔ مگر آج فقیر مستی میں ہے، اپنے آقا و مولیٰ کا سماع سنے گا اس وقت سب بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ تمہارا گھر تکلیف دے رہا ہے، ہم جا رہے ہیں۔ یا تو وہ اس وقت روسیاہ تھے، میں بھی روسیاہ تھا۔ لیکن جب سماع شروع ہوا اور اس میں جو نُور برسا، اسے وہ بھی جانتے ہیں۔ جو فیضان پہنچا بے شمار لوگوں کو، بالخصوص نوجوانوں کے قلب پر پہلی دفعہ جو اس کا اثر ہوا، اس کا ادراک آپ نہیں کر سکتے۔

فقیر کے پاس دس دس آدمی آئے، کسی سے فقیر نے یہ نہیں کہا کہ تم بدکار ہو، زانی ہو، سیاہ کار ہو، یا تم لٹا کے آتے ہو، فقیر نے اسی وقت جس پہ ایک نگاہ ڈالی وہ وہیں کھڑے کھڑے پکارنے لگا اللہ اللہ اللہ۔ یا رقص میں آ گیا یا وجد میں آ گیا۔ جب اتنی طاقت لٹا چکا، تب فقیر جا کر گوشۂ تنہائی میں بیٹھا ہے، ویسے نہیں۔ غرضیکہ فقیر کسی سے ڈرتا نہیں۔ چنانچہ فقیر نے سماع سُنا۔

Marfat.com

ایک قادری فقیر تھے، جن کی عمر اسی برس تھی۔ وہ یہ جانتے تھے کہ میں چشتی ہوں۔ میری بڑی عزت کرتے تھے۔ ایک قادری نے ان کے سامنے کہا کہ یہ سماع سُنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر فقیر جا رہا ہو، اور سماع یعنی میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہو رہی ہو، تو فقیر کے قدم آگے نہیں اٹھیں گے، وہیں رُک جائیں گے جب تک کہ نعت ہو رہی ہو۔ دیکھا جائے گا، یہ طبلہ اور سارنگی والا معاملہ، یہ حشر والے دن ہم جانیں اور ہمارا رب جانے۔ وہ دن پوچھنے یا چھپنے کا ہے۔ ہم بھی کہیں گے، تو نے ہمیں عزت بخشی، ہم نے عزت لی۔ پھر تمہارے ان نام نہاد لوگوں کو کیوں چبھ گئی۔ عزت تو تُو دیتا ہے۔ یہ لوگ یا تو صاف انکار کریں کہ وتعز من تشاء وتذل من تشاء۔ اگر مانتے ہیں تو پھر جب عزت اس نے دے دی، عورت ہو یا مرد، تسلیم کرنا پڑے گا۔

یاد رکھو! یا شریعت کے میدان میں بات کرو یا طریقت کے میدان میں۔ اگر طریقت میں ہو، تو پھر اپنی کہانیاں پڑھو کہ کیا لکھا ہوا ہے ان میں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم اُدھم رحمتہ اللہ علیہ جب حرم شریف جاتے ہیں تو انہیں خانہ کعبہ شریف نظر نہیں آتا کہ کہاں ہے۔ وہ خانہ کعبہ جہاں سب مُنہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، ولی بھی، درویش بھی اور عام لوگ بھی۔ آپ پریشان ہو جاتے ہیں کہ وہ اب تک خانہ کعبہ کیوں نہیں پہنچے۔ غیب سے آواز آتی ہے "اے ابراہیم! کعبہ میری بندی رابعہ کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے۔

یہ میں ولیوں اور صوفیوں کی کتابوں کا حوالہ دے رہا ہوں، عالموں کی

Marfat.com

نہیں۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ جو کہ ولیوں کے باپ ہیں، آپ ہفتہ میں ایک بار تمام اولیاء سے خطاب کرتے تھے۔ مگر جب رابعہ نہیں آتیں، تو کہتے آج خطاب نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایک دن ولیوں کو شیطان نے یعنی نفس نے بہکا دیا کہ پلٹ کے بولو اے شیخ ہم بھی کچھ مقام رکھتے ہیں، ہماری بھی کوئی حقیقت ہے۔ آپ کم از کم اس کا تو خیال رکھیں۔ یہ ایک سفید بالوں والی جب نہیں آتی، تو آپ خطاب نہیں کرتے۔

آپ نے مسکرا کر کہا: ہاتھیوں کے برتن کا شربت چیونٹیوں کے برتن میں نہیں سما سکتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ولیوں سے فرمایا کرتے تھے، تو پھر پوچھو حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے کہ وہ عورت کو کیوں بیچ میں بٹھا کے خطاب کرتے تھے۔ او ہیرو! آؤ میدان میں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اُدھر سے کھو شریعت میں آجاؤ، اور جب شریعت میں تمہاری دُم کٹے، تو کھو طریقت میں آؤ۔ میں کہتا ہوں ایک طرف رہو، یہ نمک حرامی مت کرو۔

خواجہ حسن بصری علیہ الرحمتہ یہ جو کہا کرتے تھے کہ رابعہ، یہ جو میں بول رہا ہوں گرمی میں، یہ تیرے سینے کے عشق کی چنگاری ہے، جو مجھے پکڑے ہوئے ہے۔ انہوں نے یہ بات کسی مرد سے نہیں کہی کہ تیرے سینے کی عشق کی چنگاری۔ تو پکڑو انہیں کہ عورت کے سینے کی چنگاری تمہیں گرم کرتی ہے۔

تو عزیزانِ من! طریقت کا سمجھنا جوئے شیر لانا ہے۔ پہلے فرہاد بنو، پھر

Marfat.com

شیریں ملے گی۔ یہ صرف چند کتابیں پڑھ لینے سے، یا اِدھر اُدھر سے یا تقریر کرنے سے بات نہیں بنتی۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ اگر شریعت کہتے ہو، تو بڑے سے بڑا مولوی شریعت میں "مسند" کا وجود دکھا دے کہ ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مسند پہ بیٹھے ہیں؟ یہ میرا چیلنج ہے کہ بڑے سے بڑا مولوی آکر یہ ثابت کر دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مسند پر تشریف فرما ہوئے۔ مسند کا وجود ہی نہیں۔ جب تم اہلِ شرع ہو، شریعت والے ہو، تو مسند کا وجود نہیں۔ زید بیٹھے، بکر بیٹھے، عمر بیٹھے، عمر کی بیوی بیٹھے، بہن بیٹھے ماں بیٹھے، جب وجود ہی نہیں تو یہ جھگڑا کیا کہیں بھی بیٹھے۔

ظاہر ہے کہ پیروں نے، فقیروں نے سب سے پہلے کیا ہوگا، مُسند بچھائی ہوگی۔ جب انہوں نے کی، تو مریدوں نے سُنّت ادا کی۔ مریدوں نے جب سُنّت ادا کی تو یہ مسند چل پڑی۔ جب مسند چل پڑی، تو جو فقیر مُسند پر موجود ہوتا ہے، چاہے چشتیوں کا ختم ہو، چاہے قادریوں کا، چاہے کسی کا، جو اس مسند پہ ہوتا ہے، وہ اس مسند کا مالک ہوتا ہے۔ جیسے مُلک کا صدرُ صوبے میں گورنر بھیجتا ہے۔ یہ گورنر بااختیار ہوتا ہے۔ یوں اس وقت فقیر گورنر ہوتا ہے۔ چاہے میں نقشبندیوں کی نمائندگی کروں، چاہے قادریوں کی کروں، چاہے چشتیوں کی کرو، جب مجھے مسند پہ بٹھا دیا گیا، تو گورنری مجھے وہیں سے ملی۔ میرا مزاج ہے۔ میری مرضی ہے کہ میں جس کو بٹھاؤں اب عزت دینا میرا کام ہے، آتے ہو۔ میں عزت دیتا رہوں گا، مگر اپنے

Marfat.com

خطاب سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

عزیزانِ من! خود اپنے گھر میں باجے بجوائے جاتے ہیں، مولویوں کے بھی پیروں کے بھی، سب بڑے بڑوں کے۔ اور گندم بھی لے جاتے ہیں، روپے بھی۔ وہاں طبلے بھی بجائے جاتے ہیں، گانے والے بھی لے جاتے ہیں۔ اپنے بیٹے کی شادی ہو تو باجے گاجے بھی بجتے ہیں۔

ایک صاحب تھے جن کی عمر ۱۲۰ برس تھی اور گردن جھک گئی تھی۔ ہر وقت نوافل پڑھتے رہتے تھے۔ قطب بھی تھے اور عالم دین بھی تھے۔ جب پوتے کی شادی ہوئی تو بینڈ کی فرمائش کی۔ یہ ملتان کا واقعہ ہے۔ جب بینڈ والے آئے تو آپ آگے آگے یعنی بینڈ کے ساتھ ساتھ چلتے رہے، حالانکہ چلنے کے قابل نہیں تھے۔ بعد میں جب لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ عالم دین ہیں، لیکن شریعت میں یہ مقام اور یہ بینڈ؟ تو کہنے لگے: "اور کیا میری موت پر بینڈ بجاؤ گے۔ فقیر نے بھی کبھی باجا سُنا تھا۔ اپنے پوتے کا باجا سُنا ہے، میرے ایک گناہ پہ اللہ مجھے پکڑ لے گا، تمہارے سارے گناہ بخشے ہوئے ہیں، تم ٹھیکیدار ہو گیا؟" اس پر سب خاموش ہو گئے۔

عزیزانِ من! پہلے یہ دیکھ لیا کرو کہ تم نے پہلے کتنی غیر شرعی باتیں کی تھیں ٹی وی جب شروع ہوتا ہے تو اتنی اتنی داڑھیوں والے گھر میں بچوں کے ساتھ ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہوئے ملیں گے۔ اگر تلاشی لو تو بڑے بڑے پیر اور صوفی بڑے بڑے عالم بھی ملیں گے۔ ان کے گھروں میں اگر ٹی وی نہ ملے، تو جو مرضی ہے

Marfat.com

کہو، ریڈیو نہ ملے، اندر گانے نہ ہو رہے ہوں، تو جو مرضی ہے کہو۔ تو اندر یہ تو سب کچھ ہو سکتا ہے، لیکن باہر اگر باجا بجے، تو کہتے ہیں شریعت خطرے میں پڑ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث مبارک چلی گئی کہ اگر ایک حصّہ بھی کوئی مسلمان ہو ... لیکن نہیں۔ ان کی نظر میں تو وہ بے دین اور بے شرع ہو گیا۔

عزیزانِ من! فقیروں کی فقیری تو اللہ نے عطا کی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ اس کا کرم ہے کہ میرا ہر سانس جب اندر جاتا ہے تو نور میں ڈوب کے جاتا ہے، اور جب سانس اندر سے باہر آتا ہے، تو نور میں ڈوب کے باہر آتا ہے۔

عزیزانِ من! فقیر پر زبان کھولنے سے پہلے اپنے پیٹ کی گدڑیوں کو دیکھ لیا کرو، اپنے دماغ کی گدڑیوں کو دیکھ لیا کرو۔ اور یہ دیکھو کہ تم کیا تھے کہاں پہنچا دیا فقیر نے تم کو۔ ایاز کی جب بادشاہ سے شکایت کی جاتی ہے تو بادشاہ تحقیق کے لئے ایاز کے گھر جاتا ہے۔ کیا دیکھتا ہے کہ چارپائی کے ساتھ ایک صندوق زنجیروں سے بندھا ہوا ہے۔ بادشاہ نے جب وہ بکس کھولنے کا حکم دیا، تو ایاز نے بہت عرض کی کہ حضور میرا راز نہ کھولیں۔ لیکن جب حکم کے مطابق بکس کھولا جاتا ہے تو اس میں پرانے کپڑے پڑے ہوئے ملتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا ایاز یہ کیا؟ عرض کی حضور! میں انہیں غریب اور مفلس کپڑوں میں آیا تھا۔ آپ مجھ پہ اتنا انعام فرماتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کسی دن آپ کے غیض و غضب کا شکار نہ ہو جاؤں۔ اس لئے میں ہر روز کپڑوں کا یہ پرانا جوڑا دیکھ کے اپنی حقیقت کو یاد کرتا رہتا ہوں۔

Marfat.com

عزیزانِ من! جو طریقت کی راہ پہ قدم رکھتا ہے اس کو یہ دیکھ لینا چاہئیے کہ اگر فقیر ان سب کو یعنی اُن داڑھی مُنڈوں کو، بدکاروں کو، سیاہ کاروں کو، دنیا کے ٹھکرائے ہوؤں کو، ہاتھ لگا کر ولی بنا سکتا ہے، تو وہ ایک عورت کو بھی ہاتھ لگا کر ولیہ بنا سکتا ہے۔ رب جلال کی قسم میں نے جس کو چاہا، اللہ کے حکم سے اسے ولی کیا۔ مجھ سے شروع میں ہی کہا گیا تھا کہ تم کو یہ طاقت دی کہ تم لوگوں کو ہاتھ لگاؤ اور انہیں کندن بناؤ۔ پوچھوں ان صاحبوں سے جو مسندوں پہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھو کہاں سے آئی یہ دولت۔ کیا تمہارے مرشد نے براہِ راست آ کے تمہیں عطا کی۔ کیا وہ تمہارے سامنے آئے تھے۔ اگر اسی ہاتھ نے تمہیں عزت پہنچائی ہے۔ تو اس ہاتھ پہ غور کرو کہ کیا یہ ہاتھ کسی اور کو عزت نہیں دے سکتا؟ کیا عورتوں اور مردوں میں تفریق کر سکتے ہو۔ کیا عورتوں کا استقبال نہیں ہو سکتا؟ یا صرف مردوں کا ہو سکتا ہے؟ ہاں ایران کی ملکہ فرح دیبا کا ہو سکتا ہے۔ برطانیہ کی وزیر اعظم مسز تھیچر کا بھی ہو سکتا ہے۔ سب کا ہو سکتا ہے۔ ان پر کسی مولوی کا فتویٰ نہیں آتا۔ اور اگر فقیر کسی کو کہتا ہے کہ "یہ مردِ قلندرہ" ہے تو کچھ لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ میں جس کی طرف اشارہ کر رہا ہوں، وہ معزز خاتون یہاں اندر بیٹھی ہوئی ہیں۔ وہ یورپین ہیں لیکن دل سے مسلمان ہوئی ہیں۔ فقیروں پر جان نثار کرتی ہیں اور فقیروں کے مزارات پر جان نثار کرتی ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی اندھے سے اندھا بھی انہیں دیکھ کے کہہ سکتا ہے کہ یہ نُور ہیں جو جلوہ گر ہے۔ میں یہ واقعہ بیان نہیں کرنا چاہتا

Marfat.com

تھا لیکن میں اندھے آدمیوں اور فقراء کے لئے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس معزز اور محترم خاتون کی میرے دل میں کتنی قدر ہے۔

میری یہ انگلی خراب ہوگئی تھی۔ آپریشن کرانا ضروری ہوگیا تھا۔ پیپ بھر گئی تھی۔ میں نے انہیں کہا "تم رابعہ ثانی ہو، تم قلندرہ ہو، اس کو دم کرو۔" جب انہوں نے انکساری کی تو میں نے کہا کہ بے شمار مثالیں ہیں کہ مرید بڑھ گئے ہیں۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو شرمسار ہوتے ہیں۔ میں فخر کرتا ہوں جب میرا کوئی مرید آگے بڑھتا ہے، جو حسد کرتا ہے میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں اور خاموش ہوجاتا ہوں، آپ ضرور دم کریں۔

چنانچہ انہوں نے مجھے دم کیا۔ میری ٹیس اور درد اسی وقت ختم ہو گئے اور چار پانچ دن کے اندر میری یہ انگلی خشک ہوگئی۔ آپریشن کی نوبت نہیں آئی، اور آج تک میری انگلی کو کوئی تکلیف نہیں۔

عزیزانِ من! میں اس معزز خاتون کی صرف اتنی کرامت بیان کرسکتا ہوں کہ جو مسندوں پہ بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو تو اس کوچے کی ہوا تک نہیں لگی ہے۔ کیا آپ باور کرسکتے ہیں کہ یہ تمام دن دنیا میں لگی رہے اور رات کو صرف ایک گھنٹہ سوئے۔ اور تمام رات اللہ کا ذکر و فکر کرتی رہے۔ جس کو دنیا کی عزت، ہر قسم کا آرام، ہر قسم کی آسائش ہو، اس کے باوجود یہ سب کچھ کرے۔ تو فقیر اس کا ایک بار نہیں، ہزار بار استقبال کرے گا۔ اس کی عزت کرنا اللہ کی نعمت کی عزت کرنا ہے۔ یورپین تو یہاں لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ ان میں مسلمان

Marfat.com

بھی ہیں۔ مُنہ اٹھائے رہے ہیں۔ فقیر کی آنکھ کیوں ان کی طرف نہیں اٹھی۔
اس لئے کہ فقیر کی آنکھ تو اس نُور کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ جن آنکھوں میں فتور تھا، اُن کو فتور نظر آیا۔ اور جن آنکھوں میں نور تھا، انہوں نے اللہ کی عظمت دیکھی۔ جن سینوں میں حسد و بغض تھا، انہوں نے اپنے پُرانے حسد و بغض و کینہ کو تختۂ مشق بنا کے ایک نکتہ ڈھونڈ نکالا۔

عزیزانِ من! دَور دَور کے تقاضے ہیں۔ اس وقت اگر دف بجتے، تو یہ اعتراض کرتے تھے۔ اب اپنے بیٹوں کی شادی میں یہ ڈھول، دَف یا باجا سب کچھ کراتے ہیں۔ جب میں آیا ہوں تو ڈھول باجے بجائے گئے، یہ سب کچھ کیا گیا۔ میں نے تو کسی کو کچھ نہیں کہا۔ اگر میرا اللہ مجھے عزت دینا چاہتا ہے، یا کسی کا مُنہ سیاہ کرنا چاہتا ہے کہ اے میرے بندے، تیرے متعلق جو کہے گا، تو میں تیری دس گنا عزت کرواؤں گا۔ وہ دس گنا کہے گا تو بیس چالیس گنا عزت کرواؤں گا، تیرے قدم جہاں جائیں گے وہاں تیری عزت ہو گی۔ جب تو میرا ہو گیا تو ساری کائنات کا مستحق ہو گیا۔ تو حکم تو کر، میری کائنات کو حکم تو کر۔ تو متصرف ہو گیا، مالک ہو گیا، کیوں کہ تو خالق و مالک کا بندہ ہو گیا۔

عزیزانِ من! اگر فقیر بھی اپنی زبان کھولے اور ان لوگوں کے راز جو تحریری صورت میں موجود ہیں، ان کی تھوڑی سی بھی جھلک دکھا دے لوگوں کو، تو میرے خیال میں لوگ ان کی طرف دیکھیں بھی نہیں۔ اب فقیر نے اس استقبال کی حقیقت بیان کر دی ہے، میں نہیں چاہتا تھا کہ زیادہ طوالت میں جاؤں،

Marfat.com

ورنہ میں اگر دس پندرہ ہی کلمات بیان کر دوں تو آپ حیران رہ جائیں گے۔
اللہ تعالیٰ یورپین، ایشین یا عربین کو نہیں دیکھتا۔ معیار وہی ہے جو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبے میں مقرر فرمایا تھا۔ میرے مولیٰ دلوں کے گاہک ہیں۔ ان کے ہاں دلوں کے سودے ہوتے ہیں کہ میں کس دل میں جاؤں اور جس دل میں وہ آباد ہو گیا، وہی خانہ کعبہ ہو گیا۔ ایسے مقام نہیں ملتے۔

حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ جب طواف کے لئے جا رہے تھے، تو ہندو باہر کے لئے جا رہے تھے۔ اس موقع پر حضور محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ؎

ہر قومے راست دینے، قبلہ گاہے

(یعنی ہر قوم کی ایک راہ ہے، ایک دین ہے، ایک قبلہ بھی ہے۔)

جس وقت حضور محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ یہ مصرع کہا تو اس وقت وہ اپنی ٹوپی یعنی کلاہ مبارک ترچھی پہنے ہوئے تھے۔ تو اس پر حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے برجستہ کہا ؎

من قبلہ راست کردم بہ سمتِ کج کلاہے

(یعنی میں تو اپنا قبلہ ادھر کرتا ہوں، جدھر ٹیڑھی ٹوپی ہے۔)

عقیدت اور محبت جب اس مقام پر پہنچتی ہیں تو تب جا کے پیر کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ پیر دس برس تک تمہارے عیبوں پر چادر ڈال دے اور تم ایک چیز جو عیب نہ بھی ہو اس کو عیب کی شکل دے کے اچھال دو۔ یہ شرم کا مقام ہے۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ سب پر فضل

Marfat.com

فرمائے ۔ آمین !

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ بیٹا تو کہے کہ یہ غیر شرعی فعل ہے، اور باپ استقبال کرے اور ہار بھی گلے میں ڈالے ۔ اور پھر باپ کا پیغام اندر میرے پاس آئے کہ وہ خود محترمہ کے پاس تحفہ دینے کے لئے آنا چاہتے ہیں ۔ تحفہ بھی کیا گرم شال ۔ فقیر نے یہ تو نہیں کہا کہ یہ غیر شرعی فعل ہے ۔ آپ کیوں آئے ہیں ۔ فقیر نے کہا ۔ ہاں شوق سے آؤ خود پیش کرو میں نہیں پیش کروں گا ۔ حق تو یہ تھا کہ وہ پہلے اپنے باپ کا ذکر کرتے کہ سب سے بڑا غیر شرعی اور بے دین میرا باپ ہے ۔ اس کی طرف دیکھو کہ صرف استقبال اور ہار تک نہیں بلکہ شال بھی دے آیا اندر ۔ لیکن اپنے عیب کون دیکھ سکتا ہے ۔ اپنے عیب نظر نہیں آتے ۔ جو طریقت میں پکڑو تو یہ شریعت میں بھاگ جاتے ہیں ۔ میں تو کہتا ہوں شریعت میں پکڑو ۔ ثابت کرو، کوئی بڑے سے بڑا مولوی، کہ مسند کی حقیقت کیا ہے ۔ اگر نہیں ہے تو تم کیوں بیٹھتے ہو ۔ اہلِ شریعت ہو، مسند پہ کیوں بیٹھتے ہو ۔ اہلِ شریعت کا کیا کام ہے ۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نظر میں بے دین ہیں، بے شرع ہیں، جو کچھ بھی ہیں، لگاؤ فتوے ہم پہ ۔ ہم تو بیٹھتے ہیں مسند پر ۔ آج میں اس لئے بیٹھا ہوں عام طور پہ میں نیچے بیٹھتا ہوں ۔ آج میں نے اس لئے کہا کہ فقیر آج مسند پہ بیٹھے گا یہ فتوے لگاتے ہیں تو لگانے دیں ۔ ؎

یہ اور بات ہے آج تم ساقی بن گئے
مگر یہ یاد رہے کہ میخانہ ہمارا ہے !

Marfat.com

پیمانہ چاہے دس فیٹ اونچی رکھو، مگر یہ یاد رہے کہ میخانہ ہمارا ہے۔
اس افضل کے ہاتھ سے ولائتیں تقسیم ہوئی ہیں۔ فقیر نے ولی اللہ بنایا۔

•

وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین
الصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیاء والمرسلین

Marfat.com

عید میلادُ النّبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل
قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۴ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۹۹۳ء)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمْ
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ۔

اَمَّا بَعْد،

میرے بچو، بچیو اور دیگر معزّزین جو اس وقت یہاں موجود ہیں۔ میں ان سب کی قسمت پر رشک کرتا ہوں اور اپنے آپ کو بھی بڑا خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ اللہ جلّ شانہٗ نے ہمیں اپنے کرم سے نوازا ہے

Marfat.com

کہ ہم نے آج کی یہ محفل، جو اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق نہیں، منعقد کی، وہ اپنی کریمی اور رحیمی سے اسے قبول فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کون بیان کرسکتا ہے۔ یہاں تو صورت حال یہ ہے کہ :۔ ؎

خدا کو مصطفےٰ جانے

مصطفےٰ کو خدا جانے

ایں رمز است میان عاشق و معشوق

یعنی یہ عاشق و معشوق کے درمیان ایک راز ہے ۔

جب کچھ نہ تھا، تو کیا تھا؟ وہی کچھ تھا جس کا ہمیں علم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جب کچھ نہ تھا، تو صرف میں تھا۔" اور خدا کی حمد کون کرتا تھا؟ خدا خود کرتا تھا۔ اور کون سُنتا تھا؟ خدا ہی حمد کرتا تھا، خدا ہی حمد سنتا تھا۔ اگر ہم قیاس بھی کریں اس منظر کا، تو منظر کشی میں کامیابی نہیں ہوگی، کیونکہ ہماری عقل سطحی ہے، یہاں وہ نورانی اور روحانی گہرائیاں نہیں، یا یوں سمجھئے کہ وہ روحانی عینک نہیں ہے، جس سے یہ مناظر دیکھے جاسکیں ۔

پھر کیا ہوا؟ اس وقت رب کریم کا کلمہ کیا تھا؟ فرماتا تھا: لَآ اِلٰـہَ (پھر فرماتا) اَللّٰـہُ اِنَّا۔ یعنی میں ہوں اللہ۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ کلمہ تھا۔ پھر خود ہی فرماتا ہے کہ :

Marfat.com

"مَیں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ جب مَیں نے چاہا کہ میں
ظاہر ہوں، جانا جاؤں، پہچانا جاؤں، میری ذات و
صفات کا اظہار ہو، تو پھر مَیں نے کائنات کو پیدا کیا۔
اور سب سے پہلے جو نور مَیں نے تخلیق کیا، وہ میرے
محبوب کا تھا۔"

یعنی وہ نور حضور احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔

اس نور کو جاننے کے لئے، اس کی صفات بیان کرنے کے لئے اس موضوع پر آگاہی ہونی چاہیے۔ دینی لحاظ سے بھی اور دوسرے لحاظ سے بھی۔

آج کے دور میں، جب آپ کسی نبی، پیغمبر یا مرسل کا ذکر کرتے ہیں، تو دنیا اتنی مادہ پرست ہو گئی ہے کہ کان سننے کو تیار نہیں، آنکھ دیکھنے کو تیار نہیں، زبان بات کرنے کو تیار نہیں، دل قبول کرنے کو تیار نہیں۔ مگر اسی وقت اگر کہا جائے کہ چھ لاکھ کا کنٹریکٹ آرہا ہے تو دل بھی سُنتا ہے، دماغ بھی بیدار ہو جاتا ہے، عقل بھی حرکت میں آجاتی ہے۔ یعنی آن کی آن میں تمام حواس بیدار ہو جاتے ہیں۔ ایسے معلوم ہوگا جیسے سارے وٹامنز کھلا دیئے ہوں۔ حالانکہ طوالت کی خاطر مَیں بیان نہیں کرتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کے صدقے میں انسان کو یہ شرف عطا کیا کہ اس کو اپنا خلیفۃ الارض بنا دیا۔

Marfat.com

یہ الگ بات ہے کہ یہ لفظ "خلیفہ" اس بُری طرح استعمال ہوا کہ اس کے معنی بگڑ گئے۔ دنیا والوں کی باتیں عجیب، ان کی گھاتیں عجیب، ان کی دن راتیں عجیب، غرضیکہ ان کی ہر چیز عجیب۔ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے کہ "جب ان پر مصیبت پڑتی ہے، تو بڑی لمبی لمبی دعائیں مانگتے ہیں اپنے رب سے۔ اور جب ہم انہیں نوازتے ہیں تو مُنہ پھیر لیتے ہیں"۔

عزیزانِ من! یہ نورِ عظیم جو سب سے پہلے تخلیق کیا گیا، اس کو رب کریم نے محفوظ کر لیا۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے تشریف کیوں نہیں لائے۔ آپ کی عظمت، بلندی، رفعت، مقام، درجہ، مرتبہ، ان سب کا تقاضا تھا کہ بسم اللہ یہیں سے ہوتی، لیکن یہ بات نہیں ہوئی۔

بات یہ ہے کہ جو چیز بنائی جاتی ہے، وہ انتہائی منازل طے کرتی ہے۔ جب مکمل ہو جاتی ہے، تو پھر آپ اس کو "ونڈو" (کھڑکی) میں لا کے رکھتے ہیں (یعنی اس کی نمائش کرتے ہیں)۔ ہر صانع اپنی بہترین صنعت چھپا کے رکھتا ہے۔ وہ اسے اس وقت ظاہر کرتا ہے جب کوئی ایسا شخص اسے خریدنے آئے جس کو پہچان ہو، شعور ہو، دولت ہو۔

اس معاملہ میں یہ قرعۂ فال سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام کے نام

Marfat.com

نکلا۔ نہ آپ سے پوچھا گیا، نہ مجھ سے پوچھا گیا، نہ ان سے پوچھا گیا۔ تو پھر انسان انکار کس بات پہ کرتا ہے۔ جب کہ یہ اس کے اختیار میں ہو کہ وہ انکار کر سکے کہ میں نہیں جا رہا۔

دفتر میں کئی بار ایسا ہوا کہ ہم نے کہا: "میں آپ کا ملازم نہیں، میرا تعلق آل پاکستان سروس سے ہے۔"

ہمارے پاس ایک مرتبہ ایک ایسا بد طینت سکریٹری آیا مارشل لاء کے دن تھے۔ سیاہ کالا رنگ، طینت بھی خراب۔ مجھے بتایا گیا کہ آدمی بُرا ہے۔ اتفاق سے ایک دن مجھے فون آیا کہ سکریٹری صاحب یاد کر رہے ہیں۔ میں نے کہا، اچھا آرہا ہوں۔ وہ دوسرے بلاک میں بیٹھتا تھا۔ میں وہاں جا کے بیٹھ گیا اور کسی سے کہا کہ اطلاع کر دو۔ وہ آیا اور کہا کہ اطلاع کر دی، اور پھر اپنے کام میں لگ گیا۔ میں بیٹھا رہا۔ میں نے دیکھا کہ بیس پچیس منٹ ہو گئے ہیں لیکن بلایا نہیں۔ میں نے پی اے سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ کہنے لگا، بس ایسے ہی بٹھاتے ہیں میں نے کہا کہ میں ایسے نہیں بیٹھتا، جاؤ اندر جا کر اطلاع کر دو۔ وہ دوبارہ گیا، اور آ کے کہنے لگا، جائیے اندر۔

میں اندر گیا اور پوچھے بغیر کرسی پہ بیٹھ گیا اور چھوٹتے ہی کہا۔

First let me know why you kept me waiting outside. You are wasting government money,

Marfat.com

government time. Why you have wasted all this. You are a government servant, I am a government servant; you are an officer, I am an officer, you are supposed to be civil. Why did you make me wait outside. On what authority?

(سب سے پہلے تو آپ مجھے بتائیے کہ آپ نے مجھے باہر کیوں انتظار کرایا۔ آپ حکومت کا روپیہ اور وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ نے یہ سب کیوں ضائع کیا۔ آپ ایک سرکاری ملازم ہیں، میں ایک سرکاری ملازم ہوں، آپ ایک افسر ہیں، میں ایک افسر ہوں۔ آپ ایک سول افسر ہیں آپ کو بااخلاق ہونا چاہیئے۔ آپ نے مجھے باہر کیوں انتظار کرایا۔ آخر کس اختیار کے تحت آپ نے ایسا کیا۔)

کہنے لگا: "میرا پرائیویٹ سکریٹری بھول گیا۔"

میں نے کہا: I am not concerned with you private secretary. This is your job to control your staff.

(مجھے آپ کے پرائیویٹ سکریٹری سے کوئی غرض نہیں۔ اپنے ماتحت عملہ کو کنٹرول کرنا آپ کا اپنا کام ہے)

پھر میں نے پوچھا: What is it that you have sent for me?

"مجھے آپ نے کس کام کے لئے بلا بھیجا ہے؟"

کہا: I have to discuss a case

Marfat.com

(مجھے ایک کیس پر بات کرنی ہے۔)

میں نے کہا :

I am available now. You can discuss the case

(میں حاضر ہوں۔ آپ کیس پر بات کر سکتے ہیں۔)

اس نے فائل نکالی، تھوڑی دیر دیکھا اور پھر کہا :

"I want answers" مجھے سوالوں کے جواب چاہئیں۔) میں نے کہا "All right. Put the questions" (بہت اچھا، سوالات پوچھیں۔)

پہلے کیس کے بارے میں جب سوال کیا، تو میں نے کہا "Yes" (جی ہاں)۔ دوسرا سوال کیا تو میں نے کہا، "No" (جی نہیں) تیسرا کیا، تو میں نے کہا: "All right" (ٹھیک ہے)۔ وہ اس "Yes, No, All right" سے گھبرا گیا۔ کہنے لگا: "یہ کیا طریقہ ہے؟" میں نے کہا: "طریقہ یہی ہے جو تو سکھا رہا ہے۔" اس پر کہنے لگا، دیکھئے۔

I have got my terms and conditions. On retirement. I can go to U.K. to avail my pre-retirement leave. My conditions are intact.

(میری ملازمت کی شرائط ہیں۔ ریٹائرمنٹ پر میں اپنی قبل از ریٹائرمنٹ چھٹیاں گزارنے برطانیہ جا سکتا ہوں۔ میرے حالات مستحکم ہیں)

Marfat.com

پھر کہنے لگا "یہ ایک کیس ہے' یہ مجھے جلدی چاہیے آج ہی"۔

میں نے کہا: "ممکن نہیں ہے"۔

پوچھا "کیوں ؟"

میں نے کہا : I have to work according to some system, i.e. the priority cases are arranged. When its turn comes, I'll do it. I am supposed to dispose off certain cases.

(مجھے ایک نظام کے مطابق کام کرنا ہوتا ہے۔ یعنی ترجیحی کیس ترتیب سے رکھے جاتے ہیں۔ جب اس کا نمبر آئے گا' میں اسے کردوں گا۔ میرے ذمہ کچھ کیس کرنے ہوتے ہیں)۔

کہنے لگا "کل صبح تک ہو جائے گا ؟"

میں نے کہا: "نہیں"۔

آخر کہنے لگا : Please, could you kindly adjust it?

(آیا' ازراہِ کرم اسے جگہ نہیں دیں گے ؟")

میں نے کہا : اس کے بارے میں غور کروں گا"۔

بہرحال' میں ٹرانسفر ہو کر یہاں آگیا۔ پندرہ بیس دن کے بعد اُسے بتایا گیا کہ You are not going to France. You have been sacked.

(آپ فرانس نہیں جا سکتے۔ آپ کو برخاست کیا گیا ہے)

Marfat.com

تو عزیزانِ من ! انسان کو انسان بن کے رہنا چاہیئے۔ ہم ان لوگوں کے سامنے تو ہاتھ باندھتے ہیں۔ ان کو خدا مانتے ہیں۔ وہابی، بریلوی کو تو کہتے ہیں کہ شرک کرتے ہو؟ لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ خود دن میں سو دفعہ شرک کرتے ہیں۔ کیسے ؟ وہ ایسے کہ نفس تو مرا نہیں ھر خواہش شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ط تمہارے پیدا کرنے کی کوئی غرض نہ تھی سوائے اس کے کہ تم میری عبادت کرو۔ تو کیا کھانے کو جی نہیں کہتا ۔ پینے کو جی نہیں کہتا؟ لہذا کماؤ، کھاؤ، اسی لئے دنیا بنائی گئی ہے۔ دن کام کے لئے، رات آرام کے لئے، پچھلی رات جاگنے کے لئے ۔ اگر نہیں کرو گے، جگہ تمہاری جہنم، اور اس کا ایندھن پتھر اور آدمی ۔

عزیزانِ من ! جب خلیفۃ الارض کا اعلان ہوا، تو سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے اور جنت میں مقیم ہوئے۔ ایک دن ایسا آیا کہ ان پر ایک ایسی حالت طاری تھی کہ خود ان کو بھی معلوم نہ تھا کہ ان کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے ۔

He was suffering from such a state of mind that he himself did'nt know what was going on

لیکن ربِّ کریم دیکھ رہے تھے۔ وہ اپنے پیغمبر کی حالت دیکھ کر سمجھ

Marfat.com

گئے کہ وہ حالت اداسی کی تھی۔

That was a state of extreme depression

یعنی وہ بددلی کی انتہائی کیفیت تھی۔ جنّت تو تھی ہی، چنانچہ اسی وقت آپ پر غنودگی طاری کردی گئی اور آپ کی پسلی سے بی بی حوّا پیدا کی گئیں۔ آپ انتہائی خوبصورت تھیں۔ بڑی لمبی تھیں کیونکہ آپ کا قد بھی بڑا لمبا تھا۔

جب آپ نے بی بی حوّا کو دیکھا، تو جیسے کہ نیچر ہے، فطرت ہے آپ فوراً بڑے خوش ہوئے۔ آپ نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اس پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے: "اے آدم، تم اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے، نہ پاس جا سکتے ہو جب تک کہ میں رضا نہ کروں"۔ عرض کیا: "بارِ الٰہا، فرمایئے میں کیا کروں"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میرے حبیبِ پاک پر دس مرتبہ درود پاک پڑھو"۔

یہاں میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت بیان نہ کرسکوں، آپ ان کے مقام کو نہیں سمجھ پائیں گے۔ میرا مقصد یہاں یہ ہے کہ تم اچھی طرح جان جاؤ کہ تمہارا محسن کون ہے۔ جان جاؤ کہ کون تمہارے کام آئے گا۔ جان جاؤ کہ تمہارا شافعِ محشر کون ہے۔ جان جاؤ کہ کن سے محبت کرنی ہے۔

عزیزانِ من! قبر کی کوٹھڑی اتنی تنگ ہے۔ جب دہر میں تمہاری جان

Marfat.com

نکل جاتی ہے، تو کوئی ابا جان نہیں کہے گا، بلکہ سب کہیں گے کہ میت پڑی ہے۔ رشتے سب وہیں ختم ہو جاتے ہیں۔ تو میری کوشش یہ ہے کہ میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، جہاں تک ممکن ہو اس سے آگاہ کردوں۔ لیکن پھر بھی اگر آپ محبت نہ کر سکے، تو یہ سمجھیں کہ آپ بدنصیب ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاس بیٹھنے سے بھی بعض دفعہ آدمی بدنصیب رہ جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اُمت کے لئے کوئی نہ کوئی آزمائش ہے، اور میری امت کے لئے آزمائش دولت ہے۔

ایک صاحب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے، صحابی تھے۔ ایک دن عرض کی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے لئے دُعا فرمائیے مال و دولت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ مال و دولت لے کے کیا کرو گے کہ جس کے لئے تم اللہ کا شکریہ ادا نہ کرسکو۔ تمہارے لئے بس اتنا ہی کافی ہے جس کا تم شکریہ تو ادا کرتے ہو۔" لیکن اس کا دل نہ مانا۔ اس لئے جب اس نے دو تین بار کہا، تو آخر تیسری بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دُعا فرمائی، اور اس نے بکریاں خریدیں۔

راوی کا کہنا ہے کہ اس کے مال میں اتنی کثرت ہوگئی کہ پورے مدینہ شریف میں اس کی بکریاں سماتی نہیں تھیں۔ پھر جب وقت آیا

Marfat.com

زکوٰۃ کا حکم ہوا تو زکوٰۃ کے لئے عمال اس کے پاس بھی پہنچ گئے۔ اس نے کہا کہ مجھے حکم دکھاؤ کہ مجھ پر زکوٰۃ واجب ہے۔ جب سب سے زکوٰۃ وصول کر چکو تو میرے پاس زکوٰۃ لینے آنا۔

ان کے مقابلہ میں ایک اور بڑے صحابی تھے۔ جب انہوں نے زکوٰۃ کا حکم سنا تو اونٹوں وغیرہ کی زکوٰۃ وغیرہ لے کر مدینہ شریف پہنچے اور وہاں جا کر کہنے لگا کہ جتنی زکوٰۃ مجھ پر واجب ہے، یعنی واجب الادا ہے، میرا مال اس سے کہیں زیادہ ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں اللہ کے نام پہ زیادہ دوں۔

اُدھر جب پہلے والے صحابی کے پاس گئے اور ان سے زکوٰۃ کے لئے کہا گیا تو انہوں نے پھر وہی حجت کی۔ زکوٰۃ کے عامل واپس آئے اور انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فلاں صحابی تو اس طرح کہتا ہے۔ پس عین اسی وقت اس صحابی کے خلاف آیت مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی۔ جب لوگوں نے سنا، کانپ اُٹھے۔ انہوں نے کسی طرح سے اس اصحابی کو اس کی اطلاع کر دی کہ تیرے لئے وحی آ گئی ہے، اپنا بندوبست کر لو۔ وہ سب کام چھوڑ کر بھاگا اور زکوٰۃ لے کے پہنچ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اب زکوٰۃ تیرے لئے منع ہے۔ نہیں لے سکتا۔ پھر فرمایا، میں پیغمبر خدا ہوں۔ میرا کام اس کے پیغام تم تک پہنچانا ہے، دیانت اور امانت

Marfat.com

سے۔ تمہارا کام ہے ان کا ماننا یا نہ ماننا۔ اپنی عقل سے کام لیا کرو۔

اس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وہیں موجود تھے۔ وہ صحابی ان دونوں کی خدمت میں گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا ہو، اسے ہم کیسے قبول کر سکتے ہیں۔ دونوں نے یہی جواب دیا۔

جو بات میں کہنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ ایک وہ ہے جو کہتا ہے کہ میری جو زکوٰۃ واجب الادا ہے، میں اس سے زیادہ دینا چاہتا ہوں۔ اور دوسرا وہ ہے، جس کا دل تنگ ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں وہ بھی بیٹھتا تھا اور یہ بھی بیٹھتا تھا۔ لیکن بدنصیب وہ ہے جو صحبت اٹھا کر بھی محروم رہا۔

تو عزیزانِ من! آخر کار سیّدنا آدم علیہ السلام سے خطا ہو گئی۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم سے جب گناہ ہوتا ہے، تو ندامت ہوتی ہے لیکن نبیوں سے گناہ نہیں ہوتے، وہ معصوم ہیں۔ ان سے لغزشیں ہوتی ہیں، بھول ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آپ بھی شیطان کے بہکاوے میں آ گئے۔ ربّ کریم آپ سے خطاب کرتے تھے، لیکن آپ جواب نہیں دیتے۔ آخر جبرائیل آئے، کہا، اے آدم، آپ کے ربّ آپ کو پکار رہے ہیں اور آپ جواب نہیں دے رہے۔ آپ نے سر نہیں اٹھایا اور کہا، میں بہت شرمندہ ہوں۔ پھر ربِّ جلیل سے کہا، اے اللہ، میں بہت

Marfat.com

شرمندہ ہوں، میں کیسے جواب دوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ روتے اس لئے ہیں کہ آپ نے اپنی جان پہ ظلم کیا۔ شیطان کو میں نے لعین کیا، مردود کیا۔ میں نے جب اس سے پوچھا، تو اس نے جو کچھ کہا وہ ایسا تھا جیسے کہہ رہا ہو: "تو نے مجھے گمراہ کیا' میں تو تیرا عاشق تھا' توحید پرست تھا۔" پھر فرمایا کہ وہ مردود جو ہوا تو اسے یہ بات کرنی چاہیے تھی کہ: "میں تو شرمندہ ہوں' آپ میرے ربّ ہیں میرے خالق ہیں' میرے مالک ہیں، اگر مجھ کو یہ بات سمجھ آتی تو میں کبھی یہ نہ کرتا۔"

چنانچہ وہ وقت آیا، تو حضرت آدم علیہ السلام نے واسطہ دیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے یہ واسطہ اس لئے دیا، کیوں کہ جب انہوں نے پہلی بار آنکھ کھولی تھی' تو عرشِ عظیم پہ انہوں نے لکھا ہوا دیکھا تھا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ یہ دیکھ کر آپ نے عرض کیا تھا: "بارِ الٰہا، یہ کون سی ہستی ہیں جن کا نام آپ کے نام کے ساتھ ہے؟"

ارشاد ہوا: "یہ میرا محبوب ہے۔ اس کا ذکر میرے ذکر کے ساتھ رہے گا۔ اور یہ تمہاری اولاد میں سے ہیں۔"

جب یہ سنا تو سیدنا آدم علیہ السلام فخر کے مارے پھولے نہ سمائے

Marfat.com

کہ میری اولاد میں ایسی شخصیت بھی ہوگی۔

عزیزانِ من! اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ اس نے بنی نوع انسان کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار، یا اس سے بھی زیادہ پیغمبر بھیجے۔ یہاں میں تھوڑا سا نبی اور رسول کے بارے میں کہوں گا۔ ایک ہے نبی، ایک ہے رسول۔ نبی تو وہ ہوتا ہے کہ جسے وحی کے ذریعہ شریعت دی جائے۔ اور رسول وہ ہے جو نبی ہوتا ہے، جسے وحی کے ذریعہ شریعت دی جاتی ہے لیکن یہ حکم بھی ہوتا ہے کہ اس شریعت کا مخلوق پر اطلاق کیا جائے۔ اس لئے آپ دیکھیں کہ آسمانی کتابیں صرف چار ہی ہیں۔ رسول اور بھی ہیں، مگر جن سے اطلاق کرانا تھا، وہ یہی ہیں۔ اب ان پیغمبروں کا مشن کیا تھا؟ اکٹھے ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ آخر ان کا مشن کیا تھا؟ مشن یہ تھا کہ بندگانِ خدا کو توحید کے بارے میں تعلیم دی جائے، رسالت کے بارے میں تعلیم دی جائے، اور آخرت کے متعلق بتایا جائے۔

اور ان انبیاء پر جو مظالم حضرت انسان نے ڈھائے، وہ ایک لمبی داستان ہے۔ آپ اندازہ لگائیں، حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی۔ ساڑھے نو سو سال تبلیغ کرنے کے بعد وہ مشکل سے چالیس آدمیوں کو اپنے دین میں لا سکے۔ کیا آپ یقین کر سکتے ہیں۔ اس میں حالت یہ تھی کہ لوگ آپ کو اتنا مارتے تھے کہ آپ کی بیوی

Marfat.com

کہتی تھی کہ چھوڑ دو ان کو، مجنوں ہے۔ یہ دیوانہ ہے، اسے چھوڑ دو اور آپ کہتے: "یااللہ، یہ ایسے ہیں کہ میری بات نہیں سنتے، الٹا مجھ پر ظلم کرتے ہیں۔" آخر میں آپ نے بَددُعا کی۔

یہاں ایک بات نوٹ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نبی کی دُعا یا بددُعا نامنظور نہیں کرتا۔ فرعون ایسا تھا کہ جب عذاب اُترتا تو بھاگا ہوا آتا، اور چلّاتا معافی، معافی، معافی، مَیں ایک مہینے کے اندر مان جاؤں گا۔" تو عذاب ٹل جاتا، لیکن جب عذاب ٹل جاتا، تو پھر وہ ڈھینگیں مارتا۔ ایک مرتبہ نہیں، دوسری دفعہ، تیسری دفعہ یعنی ہر دفعہ کہتا: "اے موسیٰؑ، کرم، کرم، مجھے تھوڑی سی مہلت دیدو۔ میں آپ کا حکم مانوں گا۔ نویں دفعہ بھی یہی ہوا۔ اتنا حجتی تھا وہ۔

تو عزیزانِ من! میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے نبیوں پر اتنے ظلم ڈھائے، اتنا تشدد کیا کہ ان کی زندگی عذاب بنادی۔ ان کے لئے تبلیغ مشکل ہوگئی۔ بات یہ ہے کہ توحید اور رسالت پر زبان سے ایمان لانا اور بات ہے اور جاننا اور بات ہے۔ البتہ جاننے کا درجہ صرف آخرت میں آتا ہے۔ سارے راز آخرت میں کھلتے ہیں۔ یعنی یہ مان جائے کہ منکر نکیر میری خبریں لیں گے، ماریں گے، پیٹیں گے۔ جان جائے کہ دوزخ میں میرا کیا حشر ہونا ہے۔ اگر وہ یہ مان جائے، تو وہ سیدھا توحید و رسالت کی طرف آئے گا۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تخلیق کیا تو پھر اس نور کی ایک کیفیت تو ہو گی۔ اس کو نہ آپ جان سکتے ہیں نہ میں جان سکتا ہوں۔ یہ خالق و مالک جانے، محب و محبوب جانے، اور جب دنیا ارتقائی منازل طے کرتے کرتے پھر گمراہ ہو گئی، تو گھٹا ٹوپ اندھیرا ہو گیا۔ بندہ بندہ کو کھانے لگا۔ لڑکی پیدا ہوئی تو اسے زندہ دفن کیا۔ بات بات پہ قبیلوں نے جھگڑنا شروع کیا۔ یہ ساری باتیں جب ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت فرمائی۔

یاد رکھو، جو نبی آئے، انہیں معجزے عطا کئے گئے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ تو دوسرا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معجزے دیئے گئے ان کا کوئی شمار ہی نہیں، ورنہ زیادہ سے زیادہ نو 9 معجزے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے۔ یعنی کسی کو ایک معجزہ، کسی کو دو 2، کسی کو تین دیئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جس دن ولادت ہوئی تھی، اس کے چار مہینے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ انتقال فرما گئے۔

ایک دن آپ کے دادا عبدالمطلب خانہ کعبہ طواف کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے چھت میں سے کوئی ایسی چیز آتی ہوئی محسوس ہوئی، جس سے مجھ پر ہیبت سی طاری ہو گئی کہ کوئی چیز آ رہی ہے اور میں ڈر

Marfat.com

گئی۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندہ ہے جس نے اپنے پَر میرے جسم کے ساتھ لگائے۔ پَر لگتے ہی مجھ پر سکون طاری ہو گیا۔ پھر اس نے مجھے ایک سفید سی چیز پیش کی۔ میں نے سمجھا یہ دُودھ ہے۔ میں چونکہ پیاسی تھی، چند گھونٹ پی لیے۔ پھر میں نے دیکھا کہ میرے ارد گرد بڑی بڑی دراز قد عورتیں، یعنی لمبی اور بڑی خوبصورت۔ پھر عورتوں کا آنا جانا شروع ہو گیا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی، اور آپ پیدا ہوتے ہی سیدھے سجدے میں گئے اور شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اُٹھائی۔

میں یہاں ایک چیز بتانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر کوئی آلائش نہیں تھی۔ معطر جو کہتے ہیں، یعنی خوشبودار، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم واقعی معطر تھا، صحیح معنوں میں۔ اس کے بعد آپ سیّدہ نے کہا کہ میں نے ایک کپڑا دیکھا جو آسمان سے لے کر زمین تک لٹکا ہوا تھا۔ مجھے کہا گیا کہ اسے پکڑ لو۔ جب میں نے اس کپڑے کو پکڑا تو مشرق اور مغرب کی ہر چیز میری آنکھ کے سامنے آگئی، اور میں ہر چیز دیکھ رہی تھی۔

یہاں بتاتا چلوں کہ مشرق اور مغرب کس لئے کہا گیا۔ آپ سمجھ دار ہیں، جانتے ہیں کہ سورہ رحمٰن میں مشرقین والمغربین کہا گیا ہے شمال یا جنوب نہیں کہا گیا۔ بس یہ دونوں ہی سمت ہیں۔

تو آپ سیّدہ نے کہا کہ مشرق اور مغرب کی ہر چیز میرے سامنے

Marfat.com

آگئے۔ اس کے بعد کہا کہ تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب ہیں اور فضا کے اندر ایک منادی کی آواز آرہی ہے کہ :

"محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پورے عالم کی سیر کرائی جائے تاکہ عالم کی ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آشنا ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے۔"

تو یہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت۔

عرب میں یہ دستور تھا کہ بچے کے دودھ کے لئے دائیاں مقرر کی جاتی تھیں۔ عرب کے قبیلوں میں سب سے معزز قبیلہ قریش کا تھا۔ اور قریش میں جو سب سے معزز لوگ تھے، وہ بنو ہاشم تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان نے حضرت سعدیہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دائی مقرر کر دیا۔ وہ جب آئیں اور انہوں نے دیکھا تو اس سوچ میں پڑ گئیں کہ اس لڑکے کا چونکہ والد نہیں ہے تو آپ کی جو تنخواہ ہے، وہ شاید ادا نہ ہو سکے۔ لیکن وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر سوچا کہ دوسری جو دائیاں ہیں، ان کو تو بچے مل چکے ہیں، لہٰذا یہ میری بے عزتی ہو گی اگر میں بچے کے بغیر جاؤں۔

بہر حال، انہوں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لیا، تو ان کو اطمینان اور سکون محسوس ہوا۔ وہ کہتی ہیں کہ ہمارے علاقہ میں

Marfat.com

قحط سالی کی حالت تھی، جانور بھوک سے مر رہے تھے۔ سب سے دُبلا
اونٹ ہمارا تھا۔ بہرحال، جب ہم بچے کو لے کے گئے تو اس کے بعد
ہم نے دیکھا کہ ہر طرف ہریالی اور ہر چیز ہری بھری ہے۔ اور دُودھ
اتنا زیادہ کہ برتنوں میں جگہ نہیں رکھنے کے لئے۔ ایک دن میرے
خاوند کہنے لگے کہ تم کس بچے کو لائی ہو، جس کی اتنی برکتیں ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو پہلا "شق صدر" ہوا، یعنی سینہ جب
چیرا گیا، وہ غالباً جب آپ چار سال کے تھے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دودھ شریک بھائی بھاگے ہوئے آئے اور والدہ سے کہنے لگا کہ
ماں ہمارے بھائی کی فکر کرو۔ پوچھا کیوں؟ کہا کہ بھائی کو تین آدمی
پکڑ کے پہاڑ پر لے گئے۔ ماں بہت پریشان ہوئی۔ انہوں نے فوراً
اپنے خاوند کو بُلایا اور اسے بتایا کہ یہ معاملہ ہے۔ چنانچہ دونوں تلاش
میں نکلے۔ تلاش کرتے کرتے جب اس پہاڑ پر گئے تو دیکھا آپ
صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ دائی حلیمہ نے بڑھ
بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا اور کہا: میری جان، کون دشمن
تمہیں یہاں اٹھا لائے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہاں
مجھے تین آدمی اٹھا لائے ہیں۔ ایک نے میرا سینہ چاک کیا، پھر دوسرے
نے دل نکالا اور کہا کہ ہم نے اس میں سے فاسد مادہ نکال لیا۔ پھر اس کو
اس کی جگہ رکھا۔ رکھنے کے بعد اُسے سی دیا۔ پھر سینے پہ کوئی ٹھنڈی چیز

Marfat.com

رکھی اور وہ ٹھنڈک ابھی تک مجھے لگ رہی ہے"۔

تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا شق الصدر تھا۔ یعنی سینے کا چاک کر دینا۔ دوسرا اس وقت ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ یعنی اس وقت بھی دل کو صاف کیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کے لئے جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو ۲ پیالے پیش کئے گئے۔ ایک میں دودھ تھا، ایک میں شراب، آپ نے دودھ کا پیالہ لیا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے: اے پیغمبرِ خدا، آسمان کی طرف چلیئے۔

بہرحال اب میں جلدی جلدی بیان کروں گا تاکہ آپ جان جائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ یا چھ برس کے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ والدہ آپ کو بہت چاہتی تھیں، اس لئے جب آخری وقت آیا، تو انہوں نے حضرت ابوطالب سے کہا کہ یہ مجھے بہت پیارہ ہے، اس کا بہت خیال رکھنا، انہیں کوئی تکلیف نہ ہونے دینا۔ انہوں نے کہا بالکل نہیں۔

پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بڑے ہوئے تو آپ حضرت ابوطالب کے ساتھ تجارت کے لئے جانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس زمانے میں مکّہ میں ایک خاتون رہا کرتی تھیں، جو بعد میں آپ کے عقد میں آئیں۔ یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا)۔ وہ بڑی مالدار خاتون

Marfat.com

تھیں۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرا مال بھی لے جائیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مال لے جانے لگے تو بہت منافع ہونے لگا۔ اس پر حضرت خدیجہ نے اس نوجوان کے حالات کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ ہم کیا بتائیں، یہ تو ایک ایسی پاکیزہ چیز ہیں کہ ان کی کون سی صفت بیان کی جائے جو اس جوان کے اندر نہیں۔ صفائی ستھرائی غذا، سچائی ہر چیز میں ان کا جواب نہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اس وقت عمر چالیس سال تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاید بیس سال۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھجوایا تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ اپنے چچا سے جا کر کہا کہ یہ معاملہ ہے۔ چچا نے کہا، آپ شادی کرلیں۔ اسطرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہو گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین منزلیں تھیں۔ ایک عالمِ محفوظ کی، دوسری عالم برزخ کی اور تیسری معراج کی۔

اب جوں جوں وقت قریب آتا جا رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نشانیاں نظر آتی جانے لگیں۔ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے: میں جدھر نکل جاتا ہوں، مجھے ہر طرف سے سلام سنائی دیتے ہیں، جیسے کہہ رہے ہوں السلام علیک یا خاتم الانبیاء، کبھی اذانیں آتی ہیں اور میری طبیعت کسی اور چیز میں نہیں لگتی۔

Marfat.com

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں جانے لگتے ہیں، اور وہاں اتنی عبادت کرتے ہیں کہ کبھی کبھی آپ کے پاؤں تک سُوجھ جاتے ہیں۔ پھر ایک دن اچانک دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ آیا۔ انہوں نے آپ کو سینے سے بھینچا اور کہا "اقراء" یعنی پڑھ۔ آپ نے فرمایا مَیں پڑھا ہُوا نہیں۔ پھر انہوں نے سینے سے بھینچا اور کہا "اقراء" یعنی پڑھ۔ آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں۔ اور جب تیسری مرتبہ سینے سے لگایا اور کہا: اِقراء بسمِ ربک الذی خلق۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنا شروع کیا۔ کیونکہ شعور اندر موجود تھا۔

اس واقعہ کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو آپ کو سردی محسوس ہو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضٰ سے کہا کہ پتہ نہیں کیا کچھ ہونے والا ہے اور پھر سارا معاملہ کہہ سنایا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے عزیز کو بتایا، جو پچھلی الہامی کتابوں کا عالم تھا، تو اس نے تصدیق کی کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو پچھلے انبیاء کے پاس آتا تھا۔

عزیزانِ من! حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ "جتنے مصائب میں سے میں گزارا گیا ہوں کوئی نبی نہیں گزرا۔"

مذکورہ واقعہ کے بعد ایک مہینے تک وہ فرشتہ نظر نہیں آیا۔ بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تبلیغ شروع کردی تو اتنی تنگی پیدا ہوئی کہ

Marfat.com

حضرت ابو طالبؓ کو ایک دن کہنا پڑا کہ بیٹے اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ جینا مشکل ہے۔ اب تو کھلی دھمکی دے دی ہے لوگوں نے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ " اب تو میں نے سر ہتھیلی پہ رکھ دیا ہے، میں اپنا کام جاری رکھوں گا۔" اس پر حضرت ابو طالب نے کہا: "اچھا، جو تیرا جی چاہے کرو۔"

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مزید ستم شروع ہوئے۔ کبھی خانہ کعبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سجدے کی حالت میں اوجھڑی پھینک دی، کبھی راستے میں کانٹے بچھا دیئے، کبھی اتنے پتھر مارے کہ جسم پاک لہو لہان ہو گیا۔ خون اتنا بہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک تک چلا گیا۔ جس سے وہ چپک گئیں۔ یہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام آ کر عرض کرتے ہیں کہ یہ پہاڑ سا فرشتہ آپ کے حکم کا منتظر ہے، آپ حکم کیجئے، میں پہاڑ کو ان پہ گرا دوں گا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ نہیں، میں رحمت کیلئے بھیجا گیا ہوں، میں بددعا دینے نہیں آیا ہوں۔

تو عزیزانِ من! وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تین دن کے وقفے سے انتقال ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا اتنا صدمہ ہوا کہ آپ نے اس سال کا نام "غم کا سال" رکھ دیا۔ اور پھر آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جان لینے کی ناپاک سازش تیار کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی امانتیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا' یہ لوگوں کی امانتیں ہیں، یہ ان تک پہنچا دینا۔

جب آخر کار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے لئے گھر سے نکلے تو آپ نے سورہ یٰسٓ کی یہ آیت پڑھی۔

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ

(ترجمہ: اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا، تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔)

آیت پڑھی، پھونک ماری اور خاک پھینکی تو دشمن کے نرغے سے ایسے نکلے کہ کسی کو دکھائی نہیں دیئے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں پہنچے اور وہاں پناہ لی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

عزیزانِ من! رات ہی رات اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹا سا درخت غار کے منہ پر اُگا دیا۔ اور دو کبوتروں نے اس پر اپنا آشیانہ بنا دیا اور مکڑیوں نے اللہ کے حکم سے غار کے منہ پر جالے تن دیئے۔ دوسری طرف جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ غائب ہو گئے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں ہر طرف گھوڑے دوڑا دیئے گئے۔

Marfat.com

یہ سوار جب غارِ ثور تک پہنچے تو انہوں نے ایک دو آدمی بھیجے کہ وہ جاکر غار میں دیکھیں۔ انہوں نے واپس آکر کہا کہ غار میں کیا ہوگا۔ غار کے منہ پر تو چھوٹا سا درخت اُگا ہوا ہے، جس پر کبوتروں کا گھونسلہ ہے، اور غار کے مُنہ پر مکھڑیوں نے جالے ڈالے ہوئے ہیں، وہاں کوئی نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلامتی سے مدینہ شریف پہنچے۔ وہاں چھوٹی چھوٹی بچیوں نے آپ کے استقبال کے لئے گیت گائے۔ مدینہ شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس برس تک حیات رہے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف سے بھی نوازا۔ معراج شریف میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اعزاز دیا۔

عزیزانِ من! اللہ تعالٰے نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو صرف ایک بار تجلّی دکھائی تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو پوچھا، یا الٰہی، ایسا اور کون ہوگا، جو یہ دیکھ سکے گا؟ فرمایا، میرے حبیب کی امّت میں ایسے ایسے اولیاءِ کرام ہوں گے جو کہ دن میں کئی کئی بار میرا دیدار کریں گے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سورہ نجم میں ارشاد ہے:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۚ

ترجمہ: اس پیارے چمکتے ہوئے تارے محمّد کی قسم جب یہ معراج

Marfat.com

سے اترے۔ تمہارے صاحب نہ بھکے نہ بے راہ چلے۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔)

تو عزیزانِ من! میں آپ کو ایک بار پھر لے جاؤں گا اوّلین تخلیق کی طرف۔ پہلا نور جو تخلیق کیا گیا۔ آپ کو ذرا سا گرمی کا جھٹکا لگ جائے تو آپ برداشت نہیں کر پاتے۔ اور وہاں معراج کے وقت ذات میں ذات مل گئی۔ اور پھر وہاں یہ نہیں کہا کہ آپ نعلین اتار کر آئیں۔ وہاں تو راز و نیاز کی منزل تھی۔ وہ ذات کی منزل پہ تھے اور ذات کی منزل میں وہ جانے اور اس کا حبیب۔ اسی لئے تو کہا گیا ہے کہ بڑی چیز ہوتی ہے ہم نشینی۔ تم کون ہو، زندگی میں تمہارا مقصد کیا ہے؟ اب اس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک محبوبیت، ایک عبدیت۔ اس میں کچھ لوگ گمراہی کی وجہ سے یا علم میں کمی کی وجہ سے ان دونوں کے فرق کو نہیں سمجھ سکتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ میں جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو کہتا ہوں "ہو جا" وہ ہو جاتا ہے۔ یعنی کن فیکون۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نور ہوتے ہوئے بھی عبدیت کی شان کو برقرار رکھا۔ اور ادھر محبوبیت کی شان یہ تھی کہ اپنے محبوب کے بالکل ہی قریب تھے۔

عزیزانِ من! جب دوست دوست سے ملتا ہے تو تحائف دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس موقعہ پر اپنے حبیب کو تین تحفے عطا کئے۔

ایک : سورہ بقرہ کی آخری رکوع کی آخری آیتیں:

Marfat.com

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ٥
لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْ لَنَا قف وَارْحَمْنَا قف اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٥

(ترجمہ) ہم نے سنا اور مانا تیری معافی ہو اے رب ہمارے اور تیرے ہی طرف پھرنا ہے۔ اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو بُرائی کمائی۔ اے ربّ ہمارے ہمیں نہ پکڑ، اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔ اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا، اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار نہ ہو اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش دے، اور ہم پر مہر کر، تو ہمارا مولا ہے، تو کافروں پہ ہمیں مدد دے۔

یہ دعا اتنی جامع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس دعا میں یہ پڑھی جائے وہ ضرور مقبول ہو گی۔

دوسرے: آپ کو نماز کا تحفہ دیا۔ یہ وہ تحفہ ہے جسے مومن کی معراج کہا گیا ہے۔

اور تیسرا تحفہ جو دیا گیا، وہ یہ ہے کہ ” آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

اُمت میں سے جو شرک سے بچے اس کی بخشش ہو گی'' (صحیح مسلم)

چنانچہ یہ ہیں معراج شریف کے حوالہ سے چند باتیں۔

عزیزانِ من! سورہ نجم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی بات کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نفس پر قابو تھا۔ فرمایا، وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ اب یہاں سمجھنے کی بات ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تو ہے ہی، لیکن آپ کے غلاموں کے غلاموں کے غلام جو ہیں، وہ صدیوں بعد اتنے فنا فی اللہ ہو گئے ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمت اللہ علیہ کے ہاں لکھا ہوا تھا کہ دوست دوست کی محبت میں شہید ہوتے ہیں۔ تو جن کے یہ غلام ہیں، ان کی اپنی کیا شان ہو گی۔ ظاہری آنکھ ظاہری نگاہ دیتی ہے، لطافت کیسے دے گی؟ لطافت کی آنکھ تو دل میں ہے۔

عزیزانِ من! دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک جنگ ہے اور ایک غزوہ۔ غزوہ اس جنگ کو کہتے ہیں، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک رہے۔ ایک غزوہ میں کسی کافر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب للکارا، تو ایک صحابی جوش میں آگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے سامنے تم مت جانا، میں جاتا ہوں، کیونکہ اس نے مجھے للکارا ہے۔ یعنی فنِ حرب میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ چنانچہ ایک ہاتھ مارا اور اس کا کام تمام کر دیا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک پہلوان آیا اور کہا: "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ میری پیٹھ گرا دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا یہ بات ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ کر کے اس کی پیٹھ گرا دی۔ لیکن وہ نہیں مانا۔ دوسری بار گرا دی، پھر نہیں مانا۔ تیسری بار جب گرا دی تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں، آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس مقابلہ کا مقصد یہ تھا کہ مجھے آپ کو ہاتھ لگانا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں کا یہ عالم تھا کہ جو طلب کیا مل گیا۔ لوگوں نے کہا چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ آپ نے انگلی اٹھائی، چاند دو ٹکڑے ہوا۔ غزوہ تبوک پر جب جانے لگے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میں نہ پہنچوں، پانی مت پینا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں پہنچے، تو ساتھیوں نے کہا کہ حضور، یہاں پانی تو بہت ہی تھوڑا ہے۔ فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا سا پیا اور اپنا لعاب دہن اس میں ملا دیا۔ اس سے پانی میں اتنی برکت ہوئی کہ تمام لوگوں نے پیا اور پھر بھی بچ گیا۔

ایک دن حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پہ بلاؤں، کچھ ہے گھر میں؟ اس نے کہا، یہ بکری کا بچہ ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی گئی۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ اور آپ کو اندر بٹھا دیا گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دو بچے تھے۔ ذبح کے وقت دونوں موجود تھے۔ جب وہ ذبح کر کے چلے گئے تو ایک بچے نے چھری لی اور دوسرے بھائی سے کہا، آ تجھے بتاؤں بکری کو کیسے ذبح کیا گیا۔ اس نے کہا کیسے؟ بھائی نے کہا لیٹ جاؤ۔ وہ لیٹ گیا اور اس نے چھری پھیر دی۔ ماں نے جب خون دیکھا، تو بھائی گھبرا کے تیزی سے چھت پر چڑھ گیا۔ ماں اس کے پیچھے پیچھے گئی تو ڈر کے مارے چھت اوپر سے گر گیا، گردن ٹوٹ گئی، اور اس کی بھی موت واقع ہو گئی۔ ماں نے دونوں بچوں کی لاشوں کو ایک طرف کیا، اور بڑی خندہ پیشانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کے اہتمام میں لگ گئی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج پہ اس واقعہ کے باعث گرانی نہ آنے پائے۔

اب حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے ساتھ ہونے والے واقعہ کے بارے میں بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ان کے لئے دعا فرمائیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، بچے زندہ ہو گئے، اور سب نے مل کر کھانا کھایا۔ بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سارے معجزے تھے، جن کا یہاں احاطہ کرنا مشکل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزے دکھائے، جنگیں لڑیں۔ حتیٰ کہ

Marfat.com

غزوۂ احد میں آپ کے دانت بھی شہید ہوئے۔

کسی بڑے یہودی راہب کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو اس نے کہا کہ ایک نبی آنے والے ہیں، جن کی نشانی یہ ہے کہ وہ صدقہ نہیں لیں گے، دوسرے وہ ہدیہ قبول کریں گے۔ اور تیسرے یہ کہ ان کے شانوں کے درمیان مُہرِ نبوّت ہوگی۔ ایک یہودی نے یہ سن کر سفر کیا، مدینہ پہنچا۔ اس نے وہاں ایک یہودی کے ہاں ملازمت اختیار کر لی۔ ایک دن وہ کچھ چیزیں لے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ یا ابن عبداللہ، یہ صدقہ ہے، قبول کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور صحابہ کرام کی جانب اشارہ کیا۔ اس نے سوچا کہ ایک بات تو سچی نکلی۔ پھر اس نے کچھ دن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ یہ ہدیہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا۔ اس نے سوچا یہ بات بھی صحیح ثابت ہو گئی۔ تیسری دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ کھڑے تھے۔ شانوں پہ چادر تھی۔ وہ پیچھے کھڑا ہو گیا اس انتظار میں کہ چادر سرک جائے اور میں دیکھوں آخر چادر جب سرک گئی تو مُہرِ نبوّت جو لگی ہوئی تھی، وہ نظر آ گئی۔ جب اس نے دیکھا تو قابو نہیں رہا۔ جلدی سے بڑھ کے اُسے چومنا شروع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے سارا واقعہ بیان کیا۔

آخر وہ وقت آیا جب دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی تکمیل کی خوش خبری اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی اور یہ آیت نازل فرمائی۔

Marfat.com

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

(ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔)

قرآن کریم ۲۳ برس تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا اور یہ سلسلہ آپ کے وصال تک جاری رہا۔

عزیزانِ من! جتنے بھی نبی آئے، وہ کسی خاص قوم کے لئے آئے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالمین کے لئے آئے۔ اس کے علاوہ اگر آپ دیکھیں تو اس میں ایک بڑی اہم چیز اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ جتنے بھی نبی آئے، کوئی بھی اپنا مشن مکمل نہ کر سکا، یا اس میں پوری طرح کامیاب نہ ہوا۔ یہ شرف صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل رہا کہ انہوں نے اپنا مشن مکمل کیا۔

اب آخر میں چند اختتامی باتیں اور پھر ختم۔ عزیزانِ من! آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف سے واپس تشریف لائے تو جو اہل ظاہر تھے ان سے معراج کی تفصیل بتائی، لیکن جو اہلِ صفہ تھے، جو دراصل اہلِ باطن تھے، ان سے صرف یہ کہا کہ "جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا"۔ یعنی جو جس کا اہل تھا اس کو وہ بات بتا دی۔ جس کو اس نے ہضم بھی کی، اپنے اندر سما بھی دی۔ اور وہ سمائی ایسی کہ وہ خاص بندے بن گئے اور جو اس

Marfat.com

کے لائق نہیں تھے، ان کو وہ بات نہیں بتائی ۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ کسی قوم کے آگے بات کرو، تو اس کے ظرف اور اہلیت کے مطابق بات کرو، کیونکہ بعض دفعہ بات نہ سمجھنے سے فساد پیدا ہوتا ہے ۔

اسی طرح وقت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی سختی سے فرمایا کہ وقت ایک امانت ہے اور اس کا ضائع کرنا خیانت ہے۔

ایک بات ریپ، ریپ، ریپ یا گینگ ریپ سنائی دیتی ہے ۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ سیدھی سی بات ہے ۔ جب یہ پکڑے جاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ تو وہی لوگ ہیں جو گینگ ریپ کے خلاف بولتے رہے ہیں، اس کے خلاف آواز اٹھاتے رہے ہیں ۔ وہاں سے یہ چھوٹے تو پولیس والے اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ آخر کیوں کبھی سوچا ہے ۔ یہ اس لئے کہ

Because accountability is to men, not to God.

یعنی انسان کو خدا کی بجائے انسان کے آگے جوابدہ کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ

What is the guarantee that you have employed a honest man.

یعنی اس کی کیا ضمانت ہے کہ آپ نے ایک دیانت دار آدمی کو مقرر کیا ہے ۔

دوسری طرف ہم خدا سے ڈرتے بھی ہیں، جانتے ہوئے، مانتے ہوئے کہ وہ ہر وقت ہمیں دیکھ رہا ہے ۔ یہ عین اسلام کی بات ہے۔ اچھی ہے، عمدہ ہے، بلکہ نہایت عمدہ ہے ۔ یہ میرا دعویٰ ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایک حدیث لیجئے اور اس ایک حدیث پر

Marfat.com

عمل کیجئے۔ اگر آپ دوسرے گناہوں سے نہ پھر جائیں، تو میرا گلہ پکڑ لیں یہی میرے رب کریم کے اسلام کی طاقت ہے کہ ایک حکم پر عمل کرو، دوسری برائیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا، کہنے لگا: یا رسول اللہ! میرا دل تو بہت کہتا ہے مسلمان ہونے کو، مگر میں بڑا پاپی ہوں، بڑا بدکار ہوں، میں کیا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف ایک کام کرو، جو کچھ بھی کرو، جھوٹ مت بولو، صرف سچ بولو۔ اس نے دل میں سوچا کہ کیا یہ جادو ہے کہ میں صرف سچ بولنے سے مسلمان ہو جاؤں گا۔

دوسرے دن جب وہ اپنے کرتب یا کرتوت کرنے چلا تو اُسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد آ گئی۔ وہاں سے یہ سوچ کر بھاگا کہ بدکاری کے بارے میں، جوئے کے بارے میں سچ بولنا پڑے گا۔ بس اسی ایک حکم پر عمل کر کے وہ اسلام کی نعمت سے بہرہ ور ہو گیا۔

دین اسی طرح پھیلتا ہے، حکم بھی یہی ہے کہ حکمت پھیلاؤ تاکہ اندر سے آئے، باہر سے نہ آئے، قے نہ آجائے، اُبکائی نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش رکھے، آپ کے دلوں کو عشقِ مُصطفٰے سے منور کر دے اور سنتِ رسول پر مضبوطی سے قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

رسُولِ پاکؐ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ"

۲۷ ستمبر ۱۹۹۴ء

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم   اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

حمد و ثناء اور تمام تعریفیں اللہ جلّ شانہٗ کے لئے ہیں۔ زمین و آسمان جس چیز کا وجود ہے۔ اور جس چیز کا وجود نہیں ہے، وہ سب اسی کی ہیں۔ زمینوں اور آسمانوں میں اور کائنات میں، جو کچھ بھی ہے، وہ اس کی تسبیح پڑھتی ہے، اس کی پاکی بولتی رہتی ہے۔

درود و لا محدود ہمارے پیارے آقا حضور احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، جن کا وجود مبارک اس دنیا ہی کے لئے نہیں، یا کسی ایک عالم کے لئے نہیں، بلکہ جتنے بھی عالمین ہیں، ان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

سلام ہو اللہ کے ان پیاروں پر جن کو اولیاء اللہ کہتے ہیں، جو خدا

Marfat.com

نہیں مگر خدا سے جُدا بھی نہیں۔ جن کی صحبت میں پہنچ کر خدا یاد آجاتا ہے اور اپنے بُرے کرتوتوں پہ شرمندگی ہونے لگ جاتی ہے۔

امّابعد! عزیزانِ من۔

یہ ایک نکتہ ہے جو اس وقت فقیر آپ کی تعلیم کے لئے بیان کر رہا ہے۔ یاد رکھو، اتنے غیر مسلم اسلام کے دشمن نہیں ہیں جتنے بگڑے ہوئے مسلمان دین کے دشمن ہیں۔ ان کی گستاخانہ تحریریں، تقریریں اور تفسیریں آپ کے سامنے ہیں۔ ان پلیدوں میں سلمان رشدی بھی ہے اور بنگلہ دیش کی تسلیمہ بھی ہے۔ غرضیکہ کس کس کا نام لیا جائے۔

اسی طرح کے ایک گمراہ اور ملحدانہ خیالات رکھنے والے مسلمان نے کسی متقی مسلمان سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ تو اس لحاظ سے ابو جہل اور ابو لہب وغیرہ بھی محفوظ ہوں گے، کیونکہ انہوں نے بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ متقی نے جواب دیا: اے نادان، ایسا نہیں ہے۔ تو ایمان کی عینک اتار چکا ہے۔ تیرا دل سیاہ اور عقل خیرہ ہو چکی ہے۔ نیکی تجھ سے مفقود ہو چکی ہے اور بدی نے گھیرا ڈال دیا ہے۔ لہذا تم نے یہ کہا۔ سُن لو، اچھی طرح سن لو کہ ابو جہل اور ابو لہب نے حضرت عبداللہ کے بیٹے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا۔ خدا کی قسم، اگر وہ

Marfat.com

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے، تو وہ مومنین میں سے ہوتے۔ اور ابو جہل اور ابو لہب بن کر کفار میں سے نہ ہوتے۔

جس نے مومن کی نگاہ سے دیکھا، مراد پا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نے دیکھا تو صدیق کہلائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نے زیارت کی، تو فاروق کہلائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، نے دیکھا تو غنی کہلائے، اور مولا کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیکھا تو اسد اللہ کہلائے، منبعِ ولایت بنے۔

عزیزانِ من! حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، کو کون نہیں جانتا۔ یہ شروع میں آتش پرست تھے اور ایران میں رہتے تھے۔ یہ ایک پروہت کے پاس جاتے رہتے تھے۔ جب اس پروہت کا آخری وقت آ گیا، تو انہوں نے عرض کیا کہ اب آپ کے بعد میں کس کی صحبت اُٹھاؤں، میں کہاں جاؤں۔ اس پر پروہت نے کہا کہ اب یہاں ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ مگر آخر الزماں نبی جو ہیں، جن کے پھریرے حشر تک لہراتے رہیں گے، وہ عرب کی سرزمین پر موجود ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب نشانیاں بتائیں اور کہا: اب ان پہ ایمان لے آؤ تو بات بن جائے گی۔

یہ اگرچہ ایمان نہیں لائے تھے، لیکن دل میں عشقِ الٰہی کی چنگاری بھی رکھتے تھے، تلاش حق کی طلب رکھتے تھے۔ دل نے چوٹ

Marfat.com

کھائی۔ موقع کی تلاش میں رہنے لگے۔ ایک دن عرب سے کچھ سوداگر آئے۔ ان سے بات چیت کی، پھر انہی کے قافلے کے ساتھ ہو لئے۔

پروہت نے نشانیاں بتاتے ہوئے کہا تھا کہ یہ نبی صدقہ نہیں کھاتے، ہدیہ قبول کر لیتے ہیں اور ان کی پشت پر دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوّت ثبت ہے۔ یہ باتیں انہوں نے اپنے ذہن میں محفوظ کر لی تھیں۔ جب وہ پہنچے اور حاضر خدمت ہوئے تو کچھ کھجوریں پیش کیں اور عرض کیا کہ یہ صدقہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا یہ قبول کر لو اور کھا لو۔ میرے لئے صدقہ جائز نہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا ایک بات پوری ہوئی۔ دوسرے روز آئے کچھ کھجوریں پیش کیں اور کہا یہ ہدیہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قبول فرمائیں۔ انہوں نے دل میں کہا، شکر ہے، دو باتیں تو پوری ہو گئیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جب پہلی بار زیارت کی تو مست و الست ہو گئے تھے، کیونکہ ایمان کی عینک تھی۔ دل محبت سے لبریز تھا۔ عشق رسول اللہ غالب تھا۔ چنانچہ ایک دن جتن کئے کہ کسی طرح مُہرِ نبوّت بھی دیکھ لیں تاکہ بات پوری ہو جائے۔ اس لئے آپ پچھلی طرف ہوئے، اور کچھ طریقہ اختیار کر کے جب دیکھا تو مُہرِ نبوّت موجود تھی۔ آپ سے ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار ہو کر

Marfat.com

وہاں بوسہ دے دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پوچھا کیا بات ہے، تو انہوں نے ساری بات بیان کر دی۔

حضرت سلمان فارسی کا اپنے وطن سے اس طرح لمبا سفر کرنا اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح تڑپتے پھڑکتے ہوئے آنا، یہ ادا میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آگئی اور آپ نے ان کو اپنی آغوشِ محبت میں لے لیا۔ اور فرمایا' اپنے بھائی کی مدد کرو اور اسے آزاد کراؤ۔

بات یہ تھی کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ' ان دنوں ایک ایسے یہودی کے غلام تھے، جو بڑا ظالم اور جابر تھا۔ جب معلوم کیا گیا، تو اس یہودی نے کہا کہ تین ہزار پودے کھجور کے لگائیں اور اتنی رقم یا سونا دیں، تب آزاد کروں گا۔

تو عزیزانِ من! پودے لگائے گئے، میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے بھی لگائے۔ یہ شان تھی میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی، جو آج بھی ہے۔ کوئی ان سے محبت کر کے تو دیکھے۔ پھر دیکھے کہ وہ کیسے نوازتے ہیں۔ ذرّے کو آفتاب بناتے ہیں کہ نہیں۔ ہم بڑی بھول میں ہیں، جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا ہے، تو ہم ایک بنیادی غلطی کرتے ہیں۔ وہ غلطی کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو بالمقابل لاتے ایسی ذہنی سطح جہاں تک

Marfat.com

ہے، بس وہاں تک ہی سوچتے ہیں، اور یہی سمجھتے ہیں کہ وہ محض ایک بشر ہیں۔ انہیں مافوق البشر نہیں سمجھتے، سیّد البشر نہیں سمجھتے۔ بات یہ ہے کہ اگر مسلمان ان کی حقیقت کو پاجائیں، تو آج ہم ذلیل و خوار نہ ہوں۔ آج جو بدمذہب، گستاخ پیدا ہوئے ہیں، ان کا تو نام ونشان بھی نہ ملے۔

چنانچہ جب پودے لگ چکے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لو سونا ہے، جا کے دے دو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ جی سونا شاید کم ہے فرمایا، نہیں، پورا ہے، جاؤ۔ جا کے دیا تو وہ پورا تھا، اور پودے بھی لگ چکے تھے۔ اس طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، کو آزاد کرالیا گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ساری باتوں کا خیال رکھا۔ کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنا گھربار، امارت، ہر چیز پر ٹھوکر مار کر آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بیحد محبّت کرتے تھے۔ اور یہاں تک فرماتے تھے کہ اے سلمان، تم میرے خاندان میں سے ہو، تم میرے اہل بیت میں سے ہو۔ یہ کسی اور صحابی کے لئے نہیں فرمایا، صرف ان کو کہا۔ حالانکہ یہ فارس کے تھے، فارسی بولتے تھے، عرب نہیں تھے، زبان دوسری تھی۔ مگر دل کی زبان اور ہے۔ دل کے کان ہوتے ہیں۔ اس لئے دل کی زبان دل سنتا ہے اور خوب سمجھتا بھی ہے۔

Marfat.com

تو عزیزانِ من! کہنے کا میرا مطلب یہ تھا کہ کوئی اگر ایمان کی عینک سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھتا، تو ایمان سے محروم رہتا ہے اور کوئی اگر ایمان کی عینک پہن کے دیکھتا ہے، تو پھر وہ کوئی صدیق بنتا ہے، کوئی فاروق بنتا ہے، کوئی غنی بنتا ہے اور کوئی سیّد الشہداء بنتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک ایک مرتبہ دیکھ کر کہا سُبحان اللہ! آپ کا چہرہ اور رنگ کیسا نور سے لبریز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ، ان لوگوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو قیامت کے دن اس چہرے کے دیدار سے محروم ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا، وہ بخیل ہوں گے۔ عرض کی بخیل کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بخیل وہ ہے جو میرا نام سُنے اور دُرود نہ پڑھے۔

تو عزیزانِ من! ساری بات عقیدہ پر ہے، ایمان پر ہے۔ اگر عقیدہ اور ایمان نہیں، تو پھر نماز اُٹھک بیٹھک ہے، روزہ ایک فاقہ ہے۔ حج دوڑ لگانے اور کنکریاں مارنے جیسی پاگلوں کی حرکت ہے۔ اور زکوٰۃ کسی کھاتے نہیں لگتی عقلمند وہ ہے جو جانے سے پہلے، سفر کرنے سے پہلے، اپنی زادِ راہ کی فکر کرے۔

Marfat.com

آخرت کا سفر ایسا ہے کہ اس راہ میں کوئی کسی کو اپنا توشہ نہیں دیتا۔
اور جب روزِ حشر بپا ہوگا، تو پیغمبر بھی نفسی نفسی کہیں گے۔ صرف
ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہمارے پیارے آقا کہیں گے،
ربّ اُمتی، ربّ اُمتی، ربّ اُمتی۔ پھر سجدے میں سر رکھ کر شفاعت
فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حشر والے دن ان کی شفاعت نصیب
کرے۔ آمین ثم آمین

یاربّ صلی وسلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبکَ خیر الخلق کلّہم

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ آمین

Marfat.com

نبیٔ مکرّم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

ارشادات

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۴ء

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم   اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

امابعد۔ عزیزانِ من!

حمدِ بے حد اس ذاتِ باری کے لئے جو اپنے بندوں پر بیحد رحیم وکریم ہے۔ جس کی شان اتنی بڑی ہے کہ وہم، گمان وخیال اسے سجدہ تو کر سکتے ہیں، اس کی شانِ کبریائی پر کچھ کہہ نہیں سکتے۔

درود لامحدود حضور تاجدار مدینہ، شفیع المذنبین، رحمت اللعالمین، سیّد الاوّلین والآخرین، فخر موجودات وکائنات، حضور احمد مجتبیٰ، حضرت محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے محمّد! اگر آپ نہ ہوتے، تو میں کسی چیز کو پیدا نہ کرتا۔ اور جن کے نور سے ہر چیز تخلیق

Marfat.com

کی گئی۔ سلام ہو اللہ کے ان پیاروں پر جنہوں نے اپنے نفس کے خلاف جہاد کیا اور حیات جاودانی حاصل کی اور خود حشر تک منبع فیض بن گئے۔

عزیزانِ من! یہ ختم شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے، اور ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ ڈالے کہ وہ ہماری خامیوں سے پُر یہ عاجزانہ ختم اور اوراد وغیرہ کو قبول فرمائیے۔ آمین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں یہ بندہ عاجز وقتاً فوقتاً اپنی علمی استعداد کے مطابق کچھ نہ کچھ بیان کرتا رہا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اپنے آقا کی عظمت کے بارے میں کچھ اشارے آج بھی کردوں۔

عزیزانِ من! جب تک کوئی کسی کی حقیقت نہیں پاتا، وہ محبت میں صدق اور اخلاص حاصل نہیں کرسکتا۔ آپ کا بچہ معصوم ہوتا ہے وہ آہیں باہیں شاہیں کر کے آپ کے گلے میں باہیں ڈال دیتا ہے اور پیار کرنے لگ جاتا ہے۔ لیکن وہ یہ سب کچھ کرتا تو ہے مگر آپ کی حقیقت کو نہیں جانتا۔ اور اس امر کو آپ بھی جانتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ اس سے محبت کرتے ہیں اس اُمید پر کہ جب یہ بلوغت حاصل کرے گا، شعور حاصل کرے گا، تو میری حقیقت پا جائے گا کہ میں اس کا باپ ہوں اور یہ اس کی ماں ہے۔ تو یہ تو ماں اور باپ کی بات ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ وہ اپنے بندے کو اس کے ماں باپ سے ستّر گنا زیادہ پیار کرتا ہے، تو بندے

Marfat.com

کو حقِ بندگی، محبت کی اسی نسبت سے ادا کرنی چاہیے۔ اپنی کثافت اور غلاظت کو مدِ نظر رکھ کے اُلٹے سیدھے متھے نہیں مارنے چاہئیں۔

عزیزانِ من! سب سے بڑا احسان جو اللہ جل شانہٗ نے کیا' وہ یہ ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا' اور یہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے پیدا فرمایا۔ انبیاء پہلے بھی آئے، لیکن مشن ایک ہی تھا۔ سب نے محنت کی' ہر ایک کی فضیلت جدا جدا تھی، مگر رب کریم نے کچھ فضیلتیں رکھ چھوڑی تھیں' جو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھیں۔ مثلاً معراج شریف یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر بلانا۔ یا مثلاً تمام انبیاء کا امام بنانا اور آپ کی اقتداء میں سب کا نماز ادا کرنا۔ یا مثلاً مختلف انبیاء کو معجزے عطا ہوئے' کسی کو ایک، کسی کو دو، کسی کو تین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو (۹) نو عطا ہوئے' جو اس وقت سب سے زیادہ تھے لیکن ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے گنے جائیں تو تین سو سے بھی زیادہ ہوں گے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ماں باپ نے اپنی اولاد پہ ظلم کیا اور انہوں نے اس عظیم ترین ہستی سے انہیں آگاہ نہیں کیا۔ ان کی عظمت سے آگاہ نہیں کیا۔ لہٰذا ان کے دلوں میں محبت بھی نہیں اور ماں باپ آج اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ یاد رکھو' جہاں ادب نہیں وہاں محبت کھوٹی ہے، اور جہاں ادب تو ہے مگر محبت نہیں'

Marfat.com

تو وہاں ادب کھوٹا ہے۔ دراصل ادب جب انتہا کو پہنچتا ہے تو محبت کا زینہ شروع ہوتا ہے۔ پھر وہ آپ سے پوچھتا نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی ادائیں، اور اللہ تعالیٰ کی اتنی عطائیں ہیں کہ آپ کو ایک ایسی کتاب عطا فرمائی جو سب معجزوں سے بڑھ کر ہے، یعنی قرآن پاک۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ اس کی حفاظت کرنے والے ہم خود ہیں۔ یعنی اس کی حفاظت اپنے ہی ذمّہ لے لی۔ اور پھر یہ حروف کے اندر، الفاظ کے اندر لکھا ہوا کلام پاک ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایک زندہ قرآن پاک بھی عطا کیا، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود چلتے پھرتے کلام پاک تھے۔ کہا کلام پاک کی آیات کو دیکھو، میری تعلیم و تربیت کو دیکھو، اور میرے محبوب کو دیکھو۔ جو جو میں نے بیان کیا ہے، وہ ادائیں تمہیں بھی مل سکتی ہیں۔ ذرا آنکھوں سے عینک اتار کے تو دیکھو، وہ محبّت کی عینک چڑھا کے تو دیکھو۔ پھر دیکھو تم کیا بنتے ہو، تمہارا مقام کیا ہوتا ہے، کتنی بلندی نصیب ہوتی ہے۔ تم دنیا کے بادشاہ ہو گے۔ ہر چیز مسخّر ہو جائے گی۔ تم میرے محبوب کے تو ہو جاؤ۔ میں نے تو بات ہی ختم کر دی۔

عزیزانِ من! سیدنا آدم علیہ السلام نے جب اپنی توبہ کے متعلق سوچا تو خیال آیا کہ جب زندگی میں پہلی بار آنکھ کھولی تو عرشِ اعظم پر لکھا ہوا تھا: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ۔ باری تعالی

Marfat.com

نے فرمایا، اے آدم، تُو تو محمد کو جانتا نہیں، تُو نے کیسے ان کا وسیلہ دیا۔ عرض کی، بارِ الہا، جب میری پہلی بار آنکھ کھلی تو سب سے پہلے عرش اعظم پہ نگاہ پڑی، وہاں لکھا ہوا تھا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پھر میں نے جنّت میں ہر درخت کے پتے پتے پر یہی لکھا ہوا دیکھا، یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس کے بعد مجھے خیال آیا کہ یہ کون ہستی ہیں جن کے نام کو ربّ کریم اپنے نام سے جدا نہیں کرتا۔ ساتھ ساتھ فِٹ کیا ہوا ہے۔ یہ ضرور کوئی بڑی برگزیدہ ہستی ہیں۔ ارشاد ہوا۔ صَدَقْتَ یَا آدم۔ یعنی اے آدم، تو نے سچ کہا، یہ میرے حبیب ہیں۔ اب تُو نے ان کا واسطہ دیا، تو میں نے تیری توبہ قبول کی۔

عزیزانِ من! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گریاں جو ہیں، ادائیں جو ہیں، وہ کہاں تک بیان ہوں۔ جس چیز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہو گئی، وہ جلوہ گری اس کے اندر نظر آئی۔

علمِ اعداد میں دیکھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک یعنی محمّد کے اعداد بانوے ہیں۔ اب ذرا نو اور دو کو جمع کرو گیارہ ہو جاتے ہیں۔ اب ذرا گیارہ کی جلوہ گری دیکھو نسبت ہو جانے کے بعد۔ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ کی عمر چالیس برس تھی اور ان سے نکاح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس ۲۵ برس کی تھی۔ دونوں کو جمع کرو تو پینسٹھ ہو گئے۔ اب

Marfat.com

چھ اور پانچ کو جمع کرو تو گیارہ ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ بھی ہیں۔ رسول اللہ کے 362 عدد بنتے ہیں۔ اب ان 2+6+3 کو جمع کرو تو گیارہ ہوتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بھی کہتے ہیں۔ اس کے 1136 عدد بنتے ہیں۔ اب ان 6+3+1+1 کو جمع کرو تو گیارہ بنتے ہیں۔ اب کہاں تک بیان کیا جائے۔ یہ فقیر بس اشارہ بیان کر رہا ہے۔

دنوں میں پیر یعنی سوموار کا دن جو تھا، اس کو کوئی فضیلت نہیں تھی۔ اسے کسی قسم کی اہمیت نہ تھی۔ فضیلت ہفتہ کو تھی، جمعہ اور اتوار کو تھی۔ اس واسطے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے دن پیدا کیا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ فضیلت جمعہ کی وجہ سے ہے، اتوار کی وجہ سے ہے، یا ہفتہ کی وجہ سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارک پیر کے دن ہوئی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہونے کے بعد پیر کا دن واقعی پیر بن گیا، یعنی دنوں کا پیر بن گیا۔

عزیزانِ من! حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن روزہ رکھتے تھے یہ ایک شکرانہ بھی ہوتا تھا اور ایک خوشی بھی ہوتی تھی چونکہ یہ آپؐ کا یوم ولادت تھا۔ ایک دن کسی نے جب پوچھا کہ آپ اس دن روزہ رکھتے ہیں، تو میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دن میں پیدا ہوا، آج کے دن مجھ پہ وحی کا نزول شروع ہوا (آپ دیکھئے اس دن کو

Marfat.com

کتنی عزت ملی کہ وحی بھی اسی دن آئی) اور آج ہی کے دن میں نے ہجرت کی۔ اب لفظ ہجرت کو دیکھئے۔ ہجرت کے ساتھ ایک بہت بڑا واقعہ ہوا۔ یعنی مسلمانوں کا سنہ ہجری شروع ہوا۔ غرض یہ کہ میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو جس چیز سے نسبت ہو گئی اس چیز کو نوازا گیا۔ افسوس کہ جو بد اعتقاد لوگ ہیں، وہ روزِ اوّل سے بداعتقاد ہیں۔

یاد رکھو، جب اللہ جل شانہٗ نے روحوں کو خطاب کیا اور کہا: "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں؟ تو انبیاء علیہم السلام کی جو ارواح تھیں وہ "بلا" کہہ کے ایک جذب و مستی میں آ گئیں۔ اور بے ہوش ہو گئیں۔ اس پر رب کریم نے ارشاد فرمایا: "ہوش میں آؤ، تم سے کام لینا ہے"۔ پھر دوسرے جو تھے اُن میں سے ایک گروہ نے کہا کہ "بلا"، یہ انہوں نے دل سے بھی کہا اور زبان سے بھی۔ یعنی زبان نے کہا اور دل نے تصدیق کی۔ پھر ایک اور گروہ تھا، جس نے زبان سے تو کہا "بلا" لیکن دل سے نہ کہا۔ یہ منافق تھے۔ یہ رُوحیں مسلمانوں کے گھر بھی انسانی جسم کے ساتھ پیدا ہوں، تب بھی وہ منافق ہی رہتے ہیں۔ یہ ازلی شقی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ انسان ماں کے پیٹ سے صحیح پیدا ہوتا ہے اور ماں کے پیٹ ہی سے شقی پیدا ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور اگلا گروہ جو تھا، وہ نہایت خطرناک تھا۔ انہوں نے بےخوف ہو کر کہا کہ ہم تجھے نہیں مانتے۔ انہوں نے "بلا" نہ دل سے کہا نہ زبان سے۔ یہ کافر ہیں۔ یہ چاہے مسلمان کے گھر پیدا ہوں، یہ کفر کی حالت میں ہی مریں گے۔ جونہی ان کو شعور ملے گا، ان کو عقل ملے گی، جس میں نور کی بجائے فتور آئے گا۔ یہ بغاوت کی طرف مائل ہوں گے۔ بےادب اور گستاخ ہوں گے۔

تو عزیزانِ من! اس گروہ کا دنیا میں ہونا بھی ضروری تھا۔ اگر یہ نہ ہوتے تو مصیبتیں کیسے ہوتیں۔ شیطان کو کیسے موقع ملتا۔ ربّ کریم نے اسے ڈھیل دی ہوئی ہے۔ ایک معلوم وقت تک، ایک معیّن وقت تک۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مختلف ادوار میں ظہور پذیر ہوتی رہی۔ مگر صد افسوس جیسے کہ قدر کرنی چاہیے تھی ویسی قدر نہ ہوئی ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، سے کہا کہ قرآن کی یہ آیت جس میں کہا گیا ہے کہ:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ

یعنی آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمّل کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا"۔ یہ آیت

Marfat.com

اگر یہودیوں پہ نازل ہوتی تو اس دن کو ہم عید کے طور پر مناتے۔
اس کو کیا معلوم تھا کہ رب کریم نے ان سب چیزوں کے اندازے لگائے یعنی وقت اور دن کا، پھر آپ کا نزول فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نے مسکرا کے فرمایا کہ یہ آیت شریف عید کے دن ہی نازل ہوئی۔ تو عید تو موجود ہی تھی۔ یہ سن کر یہودی خاموش ہو گیا۔

عزیزانِ من! بغداد میں ایک یہودی تھا۔ بڑا گستاخ اور بے ادب۔ اسی طرح اس کی بیوی بھی بے حد گستاخ اور بے ادب تھی۔ ایک دن وہ کہنے لگی کہ یہ جو ہمارا پڑوسی ہے، یہ سال میں ایک دن ایسا آتا ہے جب یہ جشن مناتے ہیں۔ آخر یہ کس چیز کا جشن مناتے ہیں۔ وہ یہودی بولا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنے پیغمبر کی ولادت کا دن مناتے ہیں۔ بیوی نے نفرت سے کہا، نہیں۔

رات کو جب وہ سوئی، تو کون و مکان کے بادشاہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے۔ چونکہ التفات کرم سے تھی، تو نگاہیں بھی اس کی نوری کر دیں۔ جب اس نے نوری نگاہوں سے دیکھا، تو تڑپ گئی اور سلام کیا اور کہا، میرے ماں باپ آپ پہ قربان، آپ واقعی رحمت اللعالمین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وعلیکم السلام ورحمت اللہ، اس کو کیا معلوم تھا کہ وہ اس لئے کہا گیا کہ وہ تو مسلمان ہو ہی چکی تھی۔

ادھر اس کے خاوند پر بھی خواب کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی جلوہ گری ہوئی تھی۔ وہ صبح اٹھی اور خاوند سے کہا کہ میں تو مسلمان ہو گئی ہوں، اور اپنا تن، من، سب وار دوں گی، اور آئندہ اسی طرح جشن مناؤں گی۔ خاوند مسکرا کر بولا، میں بھی لطف وکرم سے نوازا گیا۔ اور لطف وکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور لطف وکرم خدا دونوں ہی دیکھ لئے۔ چنانچہ وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔

یہ ۱۹۵۷ء کی بات ہے، بڑا غلغلہ ہوا۔ جبلپور میں آسمان پر نوری قلم سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوا تھا۔ دنیا نے دیکھا ہندوستان کے کئی شہروں میں دیکھا گیا، زیارت ہوئی۔ لوگوں کے ایمان تازہ ہوئے۔ لیکن جو قدر و منزلت کرنی چاہیے تھی، وہ نہ کر سکے۔ اس لئے مسلمانوں کا جو پانی آ رہا تھا، اس میں ریت، کنکر اور تنکے آنے شروع ہو گئے تھے بدعقیدہ لوگوں کے۔

قلیچ خان لاہور کا گورنر تھا۔ اس کی زمینیں جونپور میں تھیں، اس کو خیال آیا کہ وہاں ایک اچھا سا محل تعمیر کروں۔ چنانچہ وہاں گیا اور کھدائی شروع کرادی۔ دوران کھدائی ایک دن غل مچا کہ سرکار کوئی بات ہے۔ قلیچ خان آگے بڑھا، پوچھا کیا بات ہے؟ کہا کلس نظر آ رہا ہے کہا کھودو کھودو، گھبراؤ نہیں، پیچھے مت ہٹو، میں موجود ہوں۔ کھدائی جاری رہی۔ پھر انہوں نے آواز دی کہ گنبد نظر آ رہا ہے۔ کہا کھودو، اور کھودو، گھبراؤ نہیں، میں موجود ہوں۔ جب کھود چکے تو نیچے ایک گنبد

Marfat.com

نمودار ہوا۔ قلیچ خان نے اِدھر اُدھر دیکھا تو اُسے ایک تالہ لگا ہوا نظر آیا، جس کا وزن ایک من کے قریب تھا۔ حکم دیا کہ اس تالے کو توڑ دیا جائے۔ تالہ توڑ دیا گیا۔ دروازہ کھولا گیا۔ اندر جب گئے تو دیکھا ایک ڈھانچہ آلتی پالتی مارے مراقب بیٹھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے غلّ مچانا شروع کر دیا۔ شور سن کر ڈھانچے نے مڑ کر دیکھا اور کہا "کیا محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم الانبیاء) عرب میں جلوہ گر ہو گئے ہیں کہ نہیں ؟"

لوگوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو چکے ہیں، اور اتنے سال ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ بھی فرما چکے ہیں۔ کہنے لگا، مجھے یہاں سے اب نکالو۔ باہر اس کے لئے ایک خیمہ لگا دیا گیا۔ وہ شخص چھ مہینے تک زندہ رہا اور نماز محمّدی ادا کرتا رہا۔

عزیزانِ من ! یہ واقعات جو ہوتے رہتے ہیں، کسی وہابی کے سامنے ہوں تو اس کا دل تنگ ہو جائے گا، اسے تکلیف ہو گی۔ ضیاء الحق ادیبہ سے کچھ کہتا تھا، اسلام کا خادم بنتا تھا، مگر کٹر وہابی تھا۔ آپ نے شاید ٹی وی پہ دیکھا ہو گا۔ ایک غریب شخص بکری لایا تھا، جس پہ "محمّد" لکھا ہوا تھا۔ میں نے بھی ٹی وی پہ دیکھا تھا۔ میں نے کہا، آج یہ وہابی پکڑا جائے گا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ آج فقیر کی آنکھ دیکھ رہی ہے۔ تو مَیں نے دیکھا کہ جو قدر و منزلت ہونی چاہیئے تھی، نہ ہوئی۔ بس واجبی واجبی پھیکی پھیکی سی ہنسی ہنس کے کہا (ذرا سنیئے)۔ یہ بکری آپ کے ساتھ

Marfat.com

مانوس ہوگئی ہے۔اب اس کا رہنا آپ کے پاس بہتر ہے"۔

یقین کیجئے، اگر کوئی بادشاہ ہوتا، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں غرق ہوتا، تو وہ ایک خاص نمائش کی جگہ بناتا اور اس بکری کو اس میں رکھتا، تاکہ لوگ آتے اور اپنا ایمان تازہ کرتے۔ نہیں اس شخص کو یہ نصیب نہ ہوا اور وہ شخص بکری لے گیا۔

عزیزانِ من! افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم حق نمک ادا نہ کرسکے ان کے دَر کے گدا ہوتے ہوئے، ان کے ٹکڑوں پہ پلنے کے باوجود، نہ تو ہمارے لب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درود پاک سے تر ہوئے، نہ اللہ کے ذکر سے تر ہوئے، اور نہ ہم نے استغفار کی۔ بس ہمیں دنیا لے ڈوبی۔ دنیا کا ایک رستہ ہے جو ہم نے پکڑ لیا کہ یہی نجات ہے ہماری نظر میں۔

Money is every thing. Money is parents, and if there is no money, there is no pleasure and no fun.

یعنی پیسہ ہی سب کچھ ہے، پیسہ والدین ہے، اور اگر پیسہ نہیں تو خوشی نہیں، مزا نہیں۔

نتیجہ کیا ہے؟ جتنی ذلت آج مسلمانوں پہ ہے، جتنی خون کی ارزانی اس کی ہے، الامان، الحفیظ، العیاذ۔ انسان کانپ جاتا ہے۔ لیکن اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی انسان کو عقل نہیں آئی۔ آپ دیکھیں کہ دیوبندی

Marfat.com

اور وہابی کہتے ہیں کہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام نہیں کہنا چاہیئے، بیٹھ کے بھی نہیں کہنا چاہیئے۔ غرضیکہ ایسے ایسے مقالے لکھے جاتے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے یہ سن کر کہ درُودِ تاج شریف پر 56 اعتراضات کئے گئے ہیں۔ ایک مولانا پھلواری صاحب ہیں۔ وہ اس بات پہ خوش ہو گئے کہ کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ غزالیؒ دوراں، ضیغمِ اسلام مولانا حامد سعید کاظمیؒ کی نظر سے وہ مقالہ گزرا۔ آپ کو اس کا بڑا افسوس ہوا کہ نہ جانے کتنوں کو گمراہ کر چکے ہوں گے۔ کاش کہ میرے پاس آتا۔ پھر آپ نے ان 56 اعتراضات کا ایک ایک کر کے، ترتیب وار جواب دیا۔ وہ جوابات ملتان سے چھپے اب جو وہ تقسیم ہوئے، تو کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ انہیں جھٹلائے، کیوں کہ ان میں علمی پہلو بھی موجود تھا، روحانی پہلو بھی موجود تھا، ادب کا پہلو بھی موجود تھا، محبت کی جلوہ گریاں بھی تھیں۔ اس کے سینے سے اور اس قلم سے جو چیزیں نکلیں، وہ ایمان کے جواہر پارے بن گئے۔ آج تک کوئی جواب نہ دے سکا۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ اہل اللہ، جو صاحبِ دل ہیں، جب وہاں جاتے ہیں تو انہیں نظر آتا ہے کہ وہاں صبح و شام درود تاج پڑھا جا رہا ہے، اور پڑھنے والے فرشتے ہیں۔

عزیزانِ من! ہر صبح ستّر ہزار فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، پھر وہ شام کو چلے جاتے ہیں، اور ان کی جگہ ستّر ہزار اور آ جاتے ہیں۔ اور جب

Marfat.com

ان سے پوچھا گیا، تو جواب دیا کہ جو ایک دفعہ آچکے ہیں، ان کی باری ابھی تک نہیں آئی۔ یہ شان ہے حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی، جسے اندھے عقل کے کورے، اور غلاظت اور کثافت میں بسنے والے نہیں سمجھتے۔ اوپر سے یہ نعرے لگائیں کہ ہم عقلِ کل ہیں۔ یہ لوگ راندۂ درگاہ ہیں۔

عزیزانِ من! میرا اگر کوئی استاد بھی ہوا اور مجھے معلوم ہوا کہ اس کا عقیدہ ٹھیک نہیں، دیوبندی وہابی ہے، تو میں نے دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا کہ خدا حافظ۔ کیوں؟ اس لئے کہ مَیں کہتا کہ مَیں تو شخصیّت پرستی نہیں کرتا، یہ مولوی کرتے ہیں۔ مولوی کا مُرید مولوی اپنے استاد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بڑھا دے گا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یا تکذیب کا خیال نہیں کرے گا۔ مَیں تو کہتا کہ میں تو اس کا غلام ہوں۔ آپ سے تو مجھے بس علم حاصل کرنا ہے۔ آپ نہیں، تو کسی اور سے حاصل کروں گا۔ اور اگر کسی اور کے پاس نہیں، تو میں جاہل اور بے علم ہی اچھا۔ تو جب اپنے معاملہ میں اتنی احتیاط کرتے ہو، تو نسبت تو بڑی چیز ہے۔

عزیزان من! نسبت کی دنیا عجیب ہے۔ نسبت جب ہو جاتی ہے، تو جانتے ہو کیا ہوتا ہے؟ وہ ارکانِ دین بن جاتے ہیں۔ حضرت ہاجرہؓ نے صفاء و مَروا پر دَوڑ ہی لگائی تھی حضرت اسماعیل کے پانی کے لئے۔ وہ پاؤں زمین سے مَس ہوئے، مَس ہوتے ہی نسبت

Marfat.com

ہوگئی، اور نسبت ہوتے ہی وہ دوڑ لگانا رکنِ دین بن گیا۔ وہ رکنِ حج ہے۔ اس کے بغیر کوئی حج کر کے تو دکھائے۔ اسی طرح وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری پھیری، تو آج تک ذبیحہ (قربانی) وہاں پہ ہوتی ہے۔ آخر کیا بات ہے؟ بات یہ ہے کہ چھری پھیرنا نسبت کے اندر داخل ہوا۔ ربِ کریم نے وہ ادا پسند کی۔ پسند کرنے کے بعد اللہ جل شانہٗ نے اُسے رکنِ دین بنا دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کعبہ کی تعمیر کے لئے جہاں قدم رکھے تو ربِّ کریم کو وہ ادا پسند آئی، اور ان کی دُعا پسند آئی۔ اس لئے فرمایا کہ "مقامِ ابراہیم"، کو نماز کی جگہ بنا دو۔ یہ حکم ہے، یہ فرضیت کا حکم ہے، کوئی ہے کہ اس کے بغیر آگے چلے۔ حجرِ اسود کو نسبت ہوئی تو اُسے جنت سے لا کر وہاں نصب کیا گیا۔ اس نسبت کی وجہ سے سب کو حکم ہوا کہ اس کو بوسہ دو۔ اگر رش کے باعث نہ ہو سکے تو صرف اشارہ سے کرو۔

تو عزیزانِ من! اگر ان کو نسبت نہ ہوتی، تو ان کی کوئی حقیقت نہ ہوتی۔ ثابت ہوا کہ اللہ کے پیاروں کا جہاں سے گزر ہو جائے یا اللہ کے پیاروں سے نسبت ہو جائے تو انسان رنگا جاتا ہے۔ اسکے وارے نیارے ہو جاتے ہیں، وہ مستِ الست رہتا ہے۔ اس کے جذب و مستی کو کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ اس کے لئے اسے روحانیت چاہیئے،

Marfat.com

اپنے دین و دنیا کے اندر توازن چاہیئے۔ بیوی بچّوں کا بے شک خیال رکھو، لیکن اس حد تک کہ ان کی محبّت، محبّتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر غالب نہ آجائے۔ ان کی محبّت، محبّت مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) یا محبتِ الٰہی پر غالب نہ آجائے۔ یہ تو پھر ظلم ہوگا۔

ایک صاحب دل تھے۔ انہوں نے ایک غلام خریدا۔ جب غلام خریدا تو دل میں ڈر پیدا ہوا۔ متقی پرہیزگار تھے۔ انہوں نے اس غلام سے پوچھا کیا کھانا پسند کرو گے؟ اس نے عاجزی سے کہا، جو آپ کھلائیں گے میں خوش ہو کے کھاؤں گا۔

پھر فرمایا، کیا پہننا پسند کرو گے۔ کہا آپ خوش ہو کے جو مجھے پہنائیں گے۔ میں خوش ہو کے پہنوں گا۔ انہوں نے پوچھا، کہاں قیام کرو گے، کہا جہاں آپ کا حکم ہوگا بجالاؤں گا۔ پھر پوچھا، تم کیا کام کرنا پسند کرو گے۔ کہا میری کوئی پسند نہیں، جو حکم ہوگا اسکی تعمیل ہوگی۔

بس یہ سُن کر آپ گم ہو گئے۔ چونکہ اہلِ دل تھے، دل کی دنیا بیدار ہو گئی، پھر رب کی جلوہ گری ہوئی۔ وہ اس جلوہ گری میں آگیا اور غلام سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے جس طرح کے تم نے جواب دیئے ہیں۔ اس نے کہا، مالک کے سامنے غلام کا کوئی اختیار نہیں رہتا۔ آپ میرے مالک ہیں میں غلام ہوں، اختیار کیا معنی۔ یہ سُن کر وہ رو پڑے، زار و قطار رو پڑے، فرمایا، یہ تو تمہاری میرے ساتھ حالت ہے، اگر میری

Marfat.com

حالت اپنے اللہ کے ساتھ ایسی ہی رہتی تو آج میں بہت مبارک ہوتا۔
پھر فرمایا، جا میں نے تمہیں آزاد کیا۔ لیکن میری ایک درخواست ہے
تم میرے ساتھ رہو۔ اب تم میرے مخدوم ہو' میں تمہارا خادم۔ اب
میں تمہاری خدمت کرونگا اور کچھ حاصل کروں گا۔

تو عزیزانِ من! جن دلوں میں نورِ محمدی ہے، نورِ خداوندی
ہے' وہاں پر باتیں اور ہیں۔ وہاں زبان نوری ہو جاتی ہے، آنکھ نوری
ہو جاتی ہے' سینے نوری ہو جاتے ہیں۔ ہر چیز کی حقیقت جاننے کو جی
چاہتا ہے' حقیقت پانے کو دل چاہتا ہے۔ جس نے حقیقتِ محمدی
(صلی اللہ علیہ وسلم) کو پالیا، اس نے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیا،
اس نے خدا کو پالیا۔ اس نے ان لوگوں کو پالیا۔ جن کو "با خدا" کہتے ہیں
پھر وہ خود بھی "باخدا" ہو جائے گا۔ خدا تو کوئی نہیں بن سکتا، لیکن
"با خدا" ہو کر وہ خدا سے جدا نہیں ہوتا۔

عزیزانِ من! انسان کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ؁

یعنی اور انسان اور جن کو ہم نے پیدا کیا، کوئی غرض نہ تھی' ہماری عبادت
کے سوا۔ پھر فرمایا: قُلْ: کہو اِنَّ صَلَاتِیْ: بیشک میری نماز۔ وَنُسُکِیْ
میری قربانی، وَمَحْیَایَ: اور میری زندگی۔ وَمَمَاتِیْ: اور میرا مرنا
لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؁ جو ربّ العالمین ہے اسکے لئے ہے۔

Marfat.com

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے نزدیک تمہارے یہ جو قبیلے وغیرہ ہیں، یہ تمہاری شناخت کے لئے ہیں۔ میرے نزدیک تو ایک اور معیار ہے، یعنی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ میرے نزدیک بزرگ وہ ہے جو تقویٰ میں بڑھ کر ہو۔ اور پھر زندگی کا فلسفہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ اس نے زندگی اور موت پیدا کی (کیا مطلب تھا، یہ بیان کیا گیا) اس لئے کہ وہ جانچے تم میں سے کون اچھا عمل کرتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ فرمایا:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ؕ

اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

عزیزانِ من! یہ دنیاوی زندگی تو چند روزہ ہے۔ اس کا سال 365 دن کا ہے اور ایک دن 24 گھنٹے کا ہے، اور ایک گھنٹہ ۶۰ منٹ کا ہے، اور ایک منٹ 60 سیکنڈ کا ہے۔ اس کے مقابلے میں عزیزانِ من وہاں کا ایک دن ایک ہزار سال کا ہے حشر والے دن جب معاملہ شروع ہوگا، تو ایک دن ایک ہزار سال کا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: اے جبرائیل، آپ کی عمر کتنی ہوگی؟ انہوں نے جواب دیا:

Marfat.com

بس اتنا یاد ہے کہ ایک ستارہ تھا، جو ستّر ھزار سال کے بعد چمکتا تھا۔ مَیں نے اس ستارے کو ۷۲ مرتبہ دیکھا ہے ۔

اب سورہ نجم کی طرف آیئے، جس کے شروع ہوتے ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "چمکتے ہوئے ستارے کی قسم"۔ تو عزیزانِ من، یہ جو اہلِ سینہ ہوتے ہیں (اہلِ سفینہ نہیں) ان کا بیان کچھ اور ہوتا ہے۔ وہ دیکھ کے کہتے ہیں۔ جب وہ مشاہدے میں مستغرق ہوتے ہیں، تو ان کی زبان ان کو سکھاتی ہے، اس لئے کہ اس کو غذا ملتی ہے۔ وہ غذا کیا ہے؟ جب محبتِ رسول، محبّت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبّت خدا ملتی ہے، تب ان کی زبان کھلتی ہے۔ جب زبانیں کھلتی ہیں تب دلوں کے دریچے کھل جاتے ہیں۔ جب دلوں کے دریچے کھلتے ہیں، تو وہ مَست والَست ہو جاتے ہیں اور جب مَست والَست ہو جاتے ہیں، تو جہاں پر ہوتے ہیں حجر و شجر انہیں سلام کرتے ہیں۔ فرشتے نوری خوان لے کر اُن پہ انڈیلتے ہیں۔ اور اس محفل پر بھی جہاں اللہ کا ذکر اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا درُود ہو رہا ہوتا ہے، وہاں اتنی رحمت برستی ہے، جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

عزیزانِ من! یہ وہابی، یہ بدمذہب اور گستاخ جو ہیں، یہ گمراہی کی سیاہی کے اندر رہ گئے اور ان کے دل سیاہی میں چلے گئے۔ اور اہلِ دل جو ہیں، وہ اپنے وجود کی غلطیاں دُور کرتے ہیں۔ اور وہ کتابوں کی غلطیاں دُور کر کر کے اپنے آپ کو غرق کر دیتے ہیں۔ وہ محبّت کا سبق

Marfat.com

کبھی نہیں سیکھتے، ورنہ وہ سمجھتے کہ جس ہستی کو معراج میں اپنے پاس بلایا گیا ہو، ان کی بلندی کا کوئی کیا خیال کر سکتا ہے، ان کا کیا مقام ہے۔ کس نے دیکھا، کس کو دیکھا۔ عین نے عین کو دیکھا۔ آج ذرا سا بھی سورج نیچے ہو جائے تو انسانوں کی لاشیں ملیں۔ اور وہاں معراج میں، فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ آنکھ بہکی نہ پھری۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اَلتَّحِیَّاتُ کی نشست میں آجاتے ہیں۔

آپ سورۂ اسراء پڑھیں، تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ "اپنے بندے کو"۔ عبد کا لفظ استعمال کیا۔ عبد سے مراد ہے کہ جسم اور روح دونوں معراج پہ گئے۔ تو عبد جو ہے، یہ عبدیت کی بہت بڑی منزل ہے، آخری منزل ہے، جو ایک برگزیدہ نبی کو ہی عطا ہو سکتی ہے، اور وہی نبی انسان کامل کہلا سکتا ہے۔

تو عزیزانِ من! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اَلتَّحِیَّاتُ کی نشست پہ بیٹھ گئے۔ ربِّ کریم سامنے ہے۔ آج عبد اپنی عبدیت کی شان پیش کر رہا ہے، اور معبود اپنی ساری رحمتیں ان پہ نچھاور کر رہا ہے۔ ربِّ کریم کی جلوہ گری ہے۔ پھر ربِّ کریم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں: السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ: یعنی اے میرے نبی، سلام ہو تم پر، رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اور اس کے جواب میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں :

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبٰتُ یعنی اپنی

نمازیں اور طیبات جو کچھ بھی ہیں وہ پیش کیں ۔ اور پھر اس وقت بھی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امّت کو نہیں بھولے ۔ انسانیت کو نہیں بھولے، انسان کو نہیں بھولے، اس عالم میں بھی آپ اپنے ہوش وحواس میں تھے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے کہتے ہیں ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادَ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ط

یہ صرف میرے آقا کی شان ہوسکتی ہے، کسی اور کی نہیں ہوسکتی ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کی جناب میں عرض کرتے ہیں کہ معاملہ یہیں تک نہیں، مجھے کچھ اور بھی کہنا ہے ۔ تُو نے مجھے رحمت اللعلمین بنا کر بھیجا ہے ۔ میری بھی سُنئے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں ۔ اب کہتے ہیں ۔

السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین ط

یعنی اور سلام ہو اللہ کے ان نیک بندوں پر ۔

تو عزیزانِ من ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بھی نہیں بھولے ۔ لیکن یہ لوگ کیا جانیں ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے کیا تحفے لائے ۔ آپ کو تو معراج ہوئی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مومن کو معراج عطا کردی ۔ نماز کی اہمیت یہی ہے ۔ اسی لئے اس کو کہا گیا کہ نماز مومن کی معراج ہے ۔ بشرطیکہ مومن اسے شجر موسیٰ ہو کے پڑھے ۔ اسی طرح کلام پاک

Marfat.com

شجرِ موسیٰ ہو کے پڑھے۔ خود شجر بن جائے۔ ہر چیز ختم ہو جائے۔ کان کچھ سنیں تو وہ کلام پاک سنائی دے۔ اور نماز میں ہو تو کھڑے ہوئے سنیں، اور ہر چیز شجر کی مانند ہو جائے۔ یعنی شجرِ موسیٰ ہو جائے تو مراد کو پا جائے گا، منزل کو پا جائے گا، سب کچھ پا جائے گا۔ محبّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سب کچھ ہے۔ یہی شرط ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنا نام لیا، ذکر کیا' وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو۔ پھر بات یہاں آ کر ختم کر دی کہ جس نے میرے رسول کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔

عزیزانِ من! اس میں کون سا ابہام ہے، کون سی رکاوٹ ہے سمجھنے میں، سوائے اس کے کہ کفر کسی کے دل میں ہو؟ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت کہا۔ اور پھر بھی اگر کوئی نہ کرے تو اس کی قسمت۔ غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کسی کسی کو یہ فضیلت دیتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ کبھی وہابیوں یا دیوبندیوں نے درود شریف کی محفل منعقد کی ہے۔ کبھی آپ نے سُنا۔

میلاد جو ہے وہ خاندانی رسم کے طور پر چلا آ رہا ہے لیکن کوئی دل سے نہیں پڑھتا۔ اگر دل سے پڑھیں تو آج مسلمان ذلیل نہ ہوں لیکن ان کو یہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ ان کی عقلیں خیرہ ہو چکی ہیں، دل سیاہ ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ نماز جو اللہ کی عبادت ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شریک رکھا۔ یعنی جب

Marfat.com

تک ہم اَلتَّحِیَّاتُ نہیں پڑھتے اور اس میں جب تک درود نہیں بھیجتے، اور سلام نہیں پھیرتے، ہماری نماز ناقص رہ جاتی ہے۔ اگر کچھ علماء کے نزدیک یہ نماز قبول ہوجاتی ہے، یا نماز ہوجاتی ہے، تو پھر یہ بھی انہیں ماننا پڑا اور انہوں نے کہا کہ نماز ناقص رہ جاتی ہے۔ تو جب نماز ناقص رہی تو بات کیا رہی۔

اللہ تعالیٰ نے وہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رکھا، آپ پر درود اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پہ درود بھیجنا۔ اور پھر چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی عظمت بتانی تھی، اس لئے جہاں یہ کہا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" وہاں یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ "وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ" یعنی بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر بھی درود بھیجنا پڑے گا۔

پھر یاد رکھو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ کتنا درود اور سلام بھیجا جاتا ہے۔ پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔ ہر ۲ دو رکعت میں ایک قعدہ آتا ہے (یعنی جب بیٹھتے ہیں سلام پھیرتے وقت)۔ اگر چار رکعات ہیں، تو دو قعدے آتے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ کتنی دفعہ درود اور کتنی دفعہ سلام پڑھتے ہیں۔ آپ پھر نماز کے بعد دعا کرتے ہیں، تو پہلے درود شریف، آخر میں درود شریف، اور بعض لوگ بیچ میں بھی درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ کتنا درود شریف ہوا۔ اذان میں جب آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے ہیں، تو آپ درود پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی شخص ویسے ذکر

Marfat.com

کے لئے، وہ جانتے ہیں کہ جب درسِ حدیث دیا جاتا ہے تو ہر حدیث سے پہلے درُود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس سے اندازہ کریں کہ دنیا میں کتنا درُود شریف پڑھا جاتا ہے۔ صرف ایک مَد کا اندازہ لگائیں۔

عزیزانِ من! سارا جہان میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مدح سرا ہے۔ فضا میں، ہَوا میں، حجر میں، شجر میں۔ اگر کان ہیں باطنی سماعت ہے تو تم یہی بھیجو گے۔ : مولائی صلِ وسلم دائماً ابداً

علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

اے اللہ تبارک وتعالیٰ! ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے راضی کرلے، اور مسلمانوں کی ذلّت کو عزّت میں بدل دے، اور انکو راسخ العقیدہ بنادے اور ان کا ایمان صحیح کردے کیونکہ اب بہت ہوچکی، ہم بہت ذلیل ہوچکے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے روحی بچے اور بچّیاں، جہاں کہیں بھی ہوں، ان کی پریشانیاں دُور فرما، ان کے گھروں میں چین وسکون عطا فرما۔ انجام بخیر فرما۔ عذاب قبر اور عذاب حشر سے نجات عطا فرما۔ حشر کے حساب سے نجات عطا فرما۔ دوزخ کی آگ اور عذاب سے بچا۔ آمین۔ ثم آمین۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا

رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

عاشقِ رسول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیر فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز

حلقۂ چشتیہ صابریہ عارفیہ

[illegible]

297
اح
89

Marfat.com